تصوف کی آڑ میں گمراہیت پھیلانے والے یعنی تصوف کے جعلی جھنڈا برداروں کی نقاب کشائی

حجابِ تصوف میں بھیانک چہرہ

محمد راحت خان قادری

بانی و ناظم اعلیٰ، دار العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

باھتمام

جناب انجینئر مقبول چشتی (جموں وکشمیر)

المکتب النور

شکار پور چودھری، نزد فریدہ پور، ایرفورس گیٹ، عزت نگر، بریلی شریف

(M) 9457919474 E-mail: mrkmqadri@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجابِ تصوف میں بھیانک چہرہ

محمد راحت خان قادری

بانی وناظم اعلیٰ، دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

المکتب النور

شکارپور چودھری، نزد فریدہ پور، ایرفورس گیٹ، عزت نگر، بریلی شریف

(M) 9457919474 E-mail: mrkmqadri@gmail.com

☆ نام کتاب : حجاب تصوف میں بھیانک چہرہ

☆ مرتب : محمد راحت خان قادری......شاہجہانپوری

بانی وناظم دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

☆ پروف ریڈنگ : مولانا محمد شہراز تحسینی ، دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

مفتی محمد شمس الدین خاں رضوی

صدرالمدرسین جامعہ اسلامیہ فیض القرآن، سلیم پور، نزد کلیر شریف، اترا کھنڈ

☆ صفحات : 50

☆ سال اشاعت : پہلا ایڈیشن ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۶ء

☆ ناشر : المکتب النور بریلی شریف یوپی

Publisher:

ALMAKTABUN-NOOR

Shikarpur Chudhari Near Izzatnagar
Bareilly Shareef (U.P.) India Pin:243122
Mob:+919457919474, +919058145698
E-mail: faizanetajushshariya@gmail.com
Website: www.faizanetajushshariya.com

کلمات تشکر

اس کتاب کے قارئین سے گزارش ہے کہ عالی جناب عزت مآب **انجینئر مقبول چشتی** صاحب (جموں وکشمیر) جو میرے دین و مذہبی کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں، خود بھی مسلک و مذہب کا درد رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دینی و اسلامی جذبات میں مزید اضافہ فرمائے بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو آج کے دنیاوی ماحول میں دین و شریعت اور اسلام کی حفاظت کا درد رکھتے ہوں، موصوف کے دینی جذبوں کی وجہ سے میں بھی ان سے بہت محبت کرتا ہوں ان کے والد مرحوم جناب حاجی ماسٹر محمد اکبر صاحب جو ابھی چند ماہ قبل اس دار فانی سے رخصت ہو گئے ہیں ان کے لیے دعائے مغفرت ضرور کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور ہمارے انجینئر صاحب کو خوشیاں اور مسرتیں عطا فرمائے ان کو اور ان کے گھر والوں کو دنیا و آخرت کی تمام پریشانیوں سے نجات بخشے۔ آمین یا رب العالمین (ادارہ)

شرف انتساب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ..........................(وفات ۱۳۴۰ھ)
صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ الشاہ امجد علی اعظمی قدس سرہ...............(وفات ۱۳۶۷ھ)
مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا قادری قدس سرہ................(وفات ۱۴۰۲ھ)
جلالۃ العلم علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ.................(وفات ۱۳۹۶ھ)
شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی قدس سرہ..........(وفات ۱۳۸۰ھ)
صاحب تصانیف کثیرہ علامہ عبد الحکیم اختر خان شاہجہانپوری قدس سرہ.......(وفات ۱۴۰۲ھ)
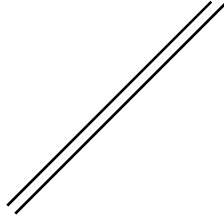
غبارِ درِ اولیا و سادات

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

رکن المکتب النور، بانی و ناظم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ

شکار پور چودھری، ایئر فورس گیٹ، عزت نگر، بریلی شریف

نذرعقیدت

میں اپنی اس ادنیٰ وحقیر کاوش کو اپنے مرشد و مربی وارث علوم اعلیٰ حضرت، تاج الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ شیخ اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ نوریہ سوداگران بریلی شریف کی نذر کرتا ہوں۔

جو سرمایۂ اسلاف کے سچے وارث ہیں، لاکھوں علمائے کرام کے مرشد و مربی ہیں، جن کا وجودِ مسعود سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے لیے نشانِ امتیاز ہے، جن کا نقش قدم بھٹکتی سسکتی انسانیت کے لیے اس فتنوں بھرے دور میں نشانِ راہِ منزل ہے، جن کی شخصیت ہند وسندھ، عرب وعجم اور شرق وغرب میں مشہور ومعروف اور مقبول ومحترم ہے، جن کا ہر ایک لمحہ حق وصداقت رشد وہدایت دین اسلام کی نشر واشاعت سے عبارت ہے، جن کی نگاہ فیض سے میرے دل کے اندر کچھ کرگزرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اپنے مشفق اساتذۂ کرام اور والدین کریمین کی نذر کرتا ہوں جن کی دعائیں اور محنتیں ہر مشکل وقت میں مجھ کو آسانیاں فراہم کرتی ہیں۔

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

پیش لفظ

ایک مسلمان کے لیےاس جہان میں ایمان واعتقاداوراپنے مذہب سے زیادہ قیمتی کوئی چیزنہیں ہوسکتی اپنی تمام قیمتی چیزوں کواس کے تحفظ کے لیے قربان کیا جاسکتا ہےاس کی مثالیں بھی تاریخ کے سنہری صفحات میں درج ہیں کہ ہمارے اسلاف کرام نے دین و مذہب، ایمان واعتقاد کے تحفظ کے لیے اپنی جان مال اولادکوقربان کرکےاس کی حرمت کو پامال ہونے سے بچایا ہے، لیکن تاریخ نے ان لوگوں کی گھنونی حرکتوں کوبھی محفوظ کیا ہے کہ جنھوں نے مال ودولت، عزت و ثروت اورحصولِ جاہ کے لالچ میں جوہرایمان کا بھی سودا کردیا، ان میں سے کچھ نے توکھلم کھلا غیرون کی روش کواختیار کرلیااور کچھ اسلامی لبادے میں ایمان واعتقادکی بنیادوں کوکھوکھلا کرنے کی کوشش میں لگے رہے، بنام مسلمان اہل سنت وجماعت کے علاوہ جتنے فرقے اس دنیا میں پائے جاتے ہیں سب کی تاریخ انہیں گھنونی حرکتوں سے ملتی ہے۔

دیوبندیوں پران کی صریح کفریہ عبارتوں کی وجہ سے علمائے ہندوسندھ، عرب وعجم وغیرہ نےحکم کفرصادرفرمایا دیوبندیوں نے اپنی گندی گھنونی حقیقت کوچھپانے کے لیےخودکوعالم عرب میں صوفی کہناشروع کردیا تاکہ وہ صوفی کےلبادے میں لوگوں کودھوکادے سکیں۔

چلواب یادوں کی اندھیری کوٹھری کھولیں   کم ازکم اک وہ چہراتو پہچانا ہوا ہوگا

ایسے ہی پاکستان کے ''طاہرالقادری'' جنہوں نے اہل سنت وجماعت کے نظریات سے متصادم باتیں اپنی کتابوں میں لکھیں اوراپنی تحریروں میں کہیں جس کی وجہ سے ہندوپاک کے جمہورعلمائے اہل سنت نے ان کے گمراہ اور گمراہ گر بلکہ کافر ہونے کا حکم صادرفرمایالیکن وہ اپنی حقیقت پرنقاب ڈالنے کے لیے دوسری پالیسی اپناتے ہوئے خودکوسنی، حنفی، عاشق رسول (صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا عقیدت مند بھی ظاہر کرتے رہے یہ صرف اور صرف اس وجہ سے تاکہ ان کی خلاف شرع باتوں پر پردہ پڑا رہے۔

علمائے اہل سنت نے ان کو بے نقاب کیا اور ماضی قریب میں جتنی تحریرات ان کے غیر شرعی نظریات کے رد پر شائع ہوئیں شاید اتنی کسی دوسرے کے رد پر شائع نہیں ہوئیں۔

ہمارے ہندوستان میں ''طاہر القادری'' کے حامی وہابیوں سے میل جول رکھنے والے، ''احسان اللہ صفوی معروف بہ ابومیاں'' ان کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے یہ بھی اپنی خلاف شرع باتوں کو چھپانے کے لیے تصوف کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں اور یہ اسی نقاب تصوف میں چھپ کر اس طرح کے اشعار بھی کہتے ہیں:

کفر واسلام کی سرحد سے الگ دور کہیں ۔۔۔۔ اک نئی دنیا محبت کی بسائے کوئی

(خضر راہ، ستمبر ۲۰۱۴ء، ص:۳)

اس مضمون میں ان کے اشعار پر گفتگو نہیں ہے کبھی مستقل مضمون میں ان کے اشعار کی کج روی کو واضح کروں گا نمونے کے لیے اس شعر کو پیش کر دیا گیا۔

پیش نظر مضمون میں وہ عبارتیں ہیں جو ''ابومیاں'' کی سرپرستی میں شائع ہونے والی کتابوں یا رسائل میں درج ہیں اگر چہ سب مضامین ان کے نہیں لیکن ان مضامین کو شائع کروانے والے وہی ہیں ایک مرتبہ میں نے ان کی ان باتوں کا رد سوشل میڈیا پر قسط وار شائع کیا اور اس کو ان کے وہی خواہوں اور ان کے مدرسہ کے مدرسین کو پہنچایا لیکن ''ابومیاں'' کی طرف سے نہ تو کوئی صفائی دی گئی اور نہ ہی براءت کا اظہار کیا گیا، اب اس مضمون کو شائع کرنے سے قبل ایک مرتبہ پھر ان کو روانہ کر دیا گیا جب کوئی جواب نہیں آیا۔ اس مضمون کی اشاعت سے ہمارا مقصد اظہار حق کے سوا کچھ نہیں جملہ مضامین نگار کی عبارتوں کے ساتھ ان کے نام کو اس لیے ذکر نہیں کیا ہے تاکہ اصلاحی پہلو غالب رہے اور وہ رجوع کرنے میں کسی قسم کا عار محسوس نہ کریں تو اب اس مضمون کو ''ابومیاں'' کی جانب ہی منسوب کر کے شائع کیا جا رہا ہے کیوں کہ ان عبارتیں کے ذمہ دار اپنے حوارییں کے ساتھ وہ بھی ہیں۔

اگر ''ابومیاں'' اپنی جانب سے خلاف شرع باتوں کو خلاف شرع مانتے ہوئے ان سے براءت کا اظہار کر دیں اور اپنی بے تعلقی ظاہر کر دیں تو خیر انجام، ورنہ وہ شرعا مجرم ہیں اور ہم سنیوں

کا یہ فریضہ ہے کہ ہم عوام اہل سنت ان کے ان افکار ونظریات سے باخبر کریں جو ایمان واسلام کے خلاف ہیں۔

مولانا ثمیر صاحب دہلی، مولانا شہراز مصباحی بریلوی، مفتی شاہد رضا شمسی بریلوی، مولانا غلام نبی بریلوی، مولوی آصف رضا بریلوی، مفتی عمار خاں شامی پیلی بھیتی، مولانا ریاض خاں برکاتی لکھیم پوری، قاری ذبیح اللہ شاہ جہان پوری، مولانا محسن آدم رضوی، محترم قاضی مشتاق رضوی یو۔ کے، جناب امین رضا خاں بریلوی اور مولانا مظفر جموں وغیرہ ان تمام احباب کا شکریہ جو دینی و مذہبی اور مسلکی وملی کاموں میں میرا ساتھ دیتے ہیں، بڑی ناانصافی ہوگی اگر محترم حسین الدین رضوی کا شکریہ نہ ادا کروں جن کے تمام خزانے ہر وقت میرے لیے کھلے رہتے ہیں۔

اس تحریر کو صرف حق صداقت کی آواز سمجھا جائے کسی کی بے جا حمایت پر ہرگز محمول نہ کیا جائے کیوں کہ اپنا مقصد اخلاص کے ساتھ ہر اس فتنہ سے جنگ کرنا ہے جو اسلامی نظریات کے خلاف سر اٹھانے کی کوشش کرے۔ اللہ رب العزت حق کہنے کی اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور راہ حق میں ہی موت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین الکریم

دعائیہ کلمات

نبیرۂ میر عبدالواحد بلگرامی، سید میر محمد حسین میاں واحدی بلگرامی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ واحدیہ زاہدیہ طیبیہ و سربراہ اعلی جامعہ میر عبدالواحد بلگرام شریف

تصوف کی حفاظت و صیانت، اس کی نشر و اشاعت ہمارے گھر کی پرانی ریت ہے میرے جد امجد، سند المحققین، مجدد مائۃ ماضیہ، صاحب تصانیف کثیرہ و کرامات باہرہ، میرِ میراں حضرت سیدنا شیخ میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۰۱۷ھ) تصوف و سلوک کے بلند مقام پر فائز تھے، انہوں نے تصوف و سلوک کو خوب عام کیا اور لوگوں کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کیا۔ کیوں کہ تصوف کا اصلی مقصد ہی یہی ہے کہ روح کو تمام گندگیوں اور آلائشوں سے پاک کر کے صوفی اپنے دل کو نور ایمان اور نور الٰہی سے منور کرلے جس کی تجلیات سے اس کی روح مکمل صاف و شفاف ہو جائے۔

سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ نے جہاں تصوف و سلوک کی تعلیم کو عام سے عام تر کرنے کے لیے سالکین کی رہنمائی کرنے میں خوب کوششیں اور محنتیں کی ہیں وہیں آپ نے جعلی تصوف اور جھوٹے پیروں، فقیروں کو بھی اچھی طرح بے نقاب کر کے ان کا رد کیا ہے اور امت مسلمہ کو ان کے مکر و فریب کے جال میں پھنسنے سے بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ ان کی مبارک تصنیف ''سبع سنابل''، جس کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قبولیت کا شرف حاصل ہے وہ میرے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے روشن دلیل ہے کہ اس میں آپ نے جعلی پیروں، فقیروں اور صوفیوں کا عمدہ و احسن طریقے سے رد فرمایا ہے۔

علمائے کرام قوم مسلم کا بیش قیمتی سرمایہ ہیں ایمان و عقائد اور دین و شریعت کی حفاظت و صیانت اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جب کسی نوجوان عالم میں خدمت دین کا بے مثالی جذبہ دیکھا جائے تو اس کی ضرور حوصلہ افزائی کی جائے، تاکہ اس کے دینی و اسلامی جذبات سرد ہونے کے بجائے دین و اسلام کی خدمت میں صرف ہو سکیں۔ نوجوان محقق مفتی محمد راحت خاں قادری بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف ابھی جواں سال عالم و مفتی ہیں، لیکن ان کے کام کرنے کے جذبات مثالی اور بہت بلند ہیں، اعلی فکر کے مالک ہیں، مذہب و ملت کی فکر کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ دینی و مذہبی لٹریچر کی اشاعت کے لیے

یہ ایک ادارہ ''المکتب النور'' کے نام سے قائم کر چکے ہیں جس سے ایک درجن سے زیادہ کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں، معیاری اور مثالی تعلیم وتربیت کے لیے دو سال قبل ایک ادارہ بنام ''دار العلوم فیضان تاج الشریعہ'' کی بنیاد رکھی جو اپنے تعمیری سفر کو طے کرتے ہوئے منزل کی جانب رواں دواں ہے۔

موصوف کے ذریعہ ہی مجھے الہ آباد سید سراواں کے ایک پیر کے بارے میں معلوم ہوا جو اپنے دام فریب میں بہت سے سنی مسلمانوں کو پھنسائے ہوئے ہیں کہ وہ خود کو تصوف کا علم بردار بتاتے ہیں جب کہ ان کی حقیقت تصوف وسلوک کو ڈھانے والی ہے۔ کیوں کہ وہ بدنام زمانہ طاہر القادری کے افکار ونظریات کی حمایت کرتے ہیں، دیوبندیوں، وہابیوں، قادیانیوں، رافضیوں اور چکڑالویوں وغیرہ دیگر فرقوں کو حق مان کر ان سے ملتے ہیں اور بیانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ ''ہم اس زمانے میں کسی کی تکفیر نہیں کرتے''۔ مقلدین پر انگشت نمائی کرتے ہیں بلکہ تقلید کو ''نفاق خفی'' بتاتے ہیں اور خود کے لیے تقلید سے آزاد ہونے کا دعوی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

علمائے تصوف کے بتانے کے مطابق تصوف کے لیے ایمان وعقیدے کا درست ہونا یہ لازم وضروری ہے۔ تصوف کبھی نجس کو طاہر اور طاہر کو نجس نہیں کہتا، نہ ہی کسی گمراہ کو پارسا اور نہ پرہیز گار کو گمراہ کہنے کا قائل ہے، بلکہ تصوف حق وصداقت کا وہ سچا قانون ہے کہ جس میں حق کو حق اور باطل کو باطل ہی کہا جاتا ہے، نجس کو نجس اور طاہر کو طاہر ہی تصور کیا جاتا ہے۔ جو اس کے خلاف راہ کو اختیار کر کے وہ چاہے خود کے لیے کتنا بڑا ہی کیوں نہ صوفیت کا دعوے دار ہو وہ جھوٹا ہے، فریبی ہے اور دھوکے باز ہے۔

اللہ تعالیٰ محترم مفتی محمد راحت خاں قادری زید مجدہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ''حجاب تصوف میں بھیانک چہرا'' کے نام سے یہ کتاب مرتب کر کے ایک عظیم دینی خدمت کو انجام دیا ہے۔ حقیقی اور سچے تصوف کی خدمت کر کے جعلی تصوف کا رد وابطال کرنا یہ ہماری خانقاہ کا طرۂ امتیاز اور ہمارے بزرگوں کا طریقۂ کار رہا ہے اس خدمت کو انہوں نے تن تنہا انجام دیا اور جعلی تصوف کو بے نقاب کیا۔ جس کی وجہ سے وہ تمام سنیوں اور صوفی خانقاہوں کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم میں عمر میں بے پناہ برکتیں اور قلم میں مزید پختگی عطا فرمائے۔

تقریظ

علامہ محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پور

صدر المدرسین الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سیٹی

اسلام اس مذہب مقدس کا نام ہے کہ کفر وشرک، بدعت وگمرہی اور الحاد و بے دینی کی لاکھ آندھیاں چلیں مگر اس کے روشن چہرے کو گرد آلود نہیں کرسکیں کیونکہ اس دین کا محافظ خالق کائنات ہے جس نے روز ازل سے ہی اس کی حفاظت وصیانت کا وعدہ کرلیا ہے۔اسلام کے پندرہ سوسالہ سفر میں بے شمار رکاوٹیں آئیں، ہزار ظلمتوں نے ڈیرے ڈالے، جس شان وتمکنت اور شوکت ورفعت کے ساتھ مکہ مکرمہ سے چلا وہ عظمت ووقار آج بھی سلامت ہے۔باطل نے جب بھی اس کی پاکیزہ اقدار وروایات پر حملے کئے اللہ کا کوئی مخلص بندہ اس کے سامنے سینہ سپر ہوگیا کبھی غوث اعظم کی شکل میں، کبھی خواجہ غریب نواز کی شکل میں، کبھی مجدد الف ثانی کی شکل میں، کبھی علامہ فضل حق خیر آبادی کی شکل میں اور کبھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی شکل میں اور آج جب صلح کلیت نے سر ابھارا تو اس کے خاتمہ کے لئے حضور تاج الشریعہ (دامت برکاتہم العالیہ) کی شکل میں۔

فتنہ ''سید سراواں'' کا ہو یا ''طاہر القادری'' کا، فتنہ ''ماہنامہ خضر'' کا ہو یا ''جام نور'' کا ہر ایک جماعت اہلسنت کے لئے چیلینج ہے یہ سارے فتنے صوفیت اور سنیت کے نام پر ابھر رہے ہیں اس لئے اپنے لوگ ان کے دام تزویز میں پھسنتے جا رہے ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی امت کو ان فتنوں سے خبردار کرنا ہر سنی عالم کا فرض بنتا ہے، اسی کی ایک روشن کڑی ''**حجاب تصوف میں بھیانک چہرہ**'' جماعت اہلسنت کے جواں سال محقق، عمدہ ادیب، فقہ وحدیث اور تفسیر پر گہری نظر رکھنے والے عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد راحت خاں قادری خلیفہ حضور تاج الشریعہ نے ''سید سراواں'' کے ابو میاں کے دیوان، ماہنامہ خضر راہ اور سالنامہ الاحسان سے وہ عبارتیں نکال کر قوم کی عدالت میں پیش کی ہیں جو جماعت اہلسنت کے معتقدات، ایمان وعقیدہ اور پاکیزہ فکر ونظر سے متصادم ہیں گو اس میں ان کا اپنا کچھ نہیں ہے انہوں نے صرف آئینہ دکھانے کا کام کیا ہے۔

مقصود ہے اس بزم سے اصلاح مفاسد　　نشتر جو لگاتا ہے دشمن نہیں ہوتا

حضرت مفتی محمد راحت خاں قادری کا جماعت اہلسنت کے معتبر عالم دین میں شمار ہوتا ہے۔علم کی گہرائی،مطالعہ کی وسعت،فکر ونظر کی پاکیزگی اور زبان وبیان کی دل کشی ہر لمحہ ان کے قلم کو حصار میں لئے ہوتی ہے،اب تک ان کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جس موضوع پر قلم اٹھایا پورا پورا حق ادا کر دیا ہر نگارش موضوع اور مواد کے اعتبار سے نہایت جامع ہے،کتاب مذکور میں بھی وہ سب کچھ پائیں گے جوان کی تحریر کا حصہ ہے۔کتاب میں کہیں سے تمسخر،طنز،عداوت،بغض اور تیکھے انداز نے راہ نہیں پائی ہے بلکہ سطر سطر سے محبت،کرب اور راہ راست پر پلٹ آنے کی دعوت کا نظارہ جھلکے گا۔خدا کرے یہ کتاب ''ابومیاں'' اوران کے مصاحبین کے لئے سامان ہدایت ثابت ہواور مصنف کا اخلاص کام آجائے۔

اظہار مسرت

مولانا محمد مظفر رضوی قادری
ناظم اعلی دار العلوم حسینیہ نظامیہ رضا نگر بٹھنڈی جموں وکشمیر

حق وصداقت کی آواز کہیں سے بھی اٹھائی جائے وہ ہر مومن کی آواز ہوتی ہے اور ہر مسلمان کو اس کا ساتھ دینا چاہیے کیوں کہ حق وصداقت کی آواز کو خدائی تائید حاصل ہوتی ہے، حق کہنے والے کا چاہے پورا زمانہ ہی کیوں نہ مخالف ہو جائے لیکن فتح وکامرانی غلبہ ونصرت وہ حق ہی میں پوشیدہ ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے حق وصداقت کا پیغام دیا اور تمام اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کی نشر واشاعت میں کوشش کی ہے۔ علمائے کرام بھی اسی کے لیے مدارس ومکاتب سجائے ہوئے ہیں دینی مصنفین بھی اسی کے لیے اپنے وقت اور اپنے قلموں کی روشنائی کو صرف کر رہے ہیں۔

محبّ گرامی قدر خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد راحت خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ بانی وناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف سے میرے مراسم اور تعلقات کوئی نئے نہیں میں ان کو ۲۰۱۰ء سے جانتا ہوں میں نے اپنے علاقے کی ایک مسجد میں ان کو رمضان شریف میں بھیجا تھا جہاں تبلیغی جماعت والوں کا قبضہ تھا اگر چہ بستی میں آبادی زیادہ تر سنیوں کی تھی میں نے ان سے کہا تھا کہ بد مذہبوں کا رد بہت ہوشیاری سے کیجیے گا کیوں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے اسی سال ان کی فراغت ہوئی تھی مجھے بہت تشویش تھی کہ اتنے نازک مرحلے میں ایک نیا فارغ کس طرح سے لوگوں میں سنیت کی آواز کو بلند کرے گا اور کیسے وہ حالات کا فائدہ اٹھا کر وہاں سنیت کے پرچم کو بلند کرے گا لیکن عین وقت پر کسی تجربہ کار عالم کا انتظام کرنا بھی میرے لئے بہت مشکل کام تھا، بہر حال میں نے خدائے تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے ان کو صرف رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے کے لیے بھیجا۔ تقریبا دو ہفتے کا وقت گزرنے کے بعد میں نے حالات کا جائزہ لیا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ بد مذہبوں اور گمراہوں کا اس بستی میں کھل کر رد کر رہے ہیں اور لوگ حق وصداقت کو سمجھ کر ان کا ساتھ بھی دے رہے ہیں۔ تقریبا 28/دن کا مختصر سا عرصہ آپ نے گزارا اہل حدیث کے مصنوعی اور جھوٹے کئی

مفتیوں نے آپ سے مباحثہ کیا جس میں ان کو منہ کی کھانی پڑی اس قلیل عرصہ میں اس علاقے میں اہل سنت و جماعت کا اتنا اثر ہوا کہ آج اس مسجد کے دروازے پر ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس میں لکھا ہے ''دیوبندیوں، وہابیوں، تبلیغی جماعت والوں کا مسجد میں آنا سخت منع ہے'' آج اس بستی میں بہت سے لوگ مرشد کامل حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ سے مرید ہو چکے ہیں۔

مجھے یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ موصوف نے تصوف وسلوک کی وضاحت اور جھوٹے صوفیوں کے ردوابطال میں ایک رسالہ بنام ''حجاب تصوف میں بھیانک چہرا'' ترتیب دیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس قلمی کاوش کو قبول فرمائے مزید خدمت دین کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بِاِسۡمِهٖ تَعَالٰى وَ الصَّلَاة والسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡاَعۡلٰى

ایمان واعتقاد سے کھلواڑ کر کے شریعت مطہرہ کی قدروں کو پامال کرنا، کیا معاذ اللہ! اسی بھونڈی اور مسخ شدہ صورت کا نام تصوف ہے؟ معبودِ حقیقی خدائے وحدہ لاشریک کے سامنے جھکنے والی پیشانیوں کو اپنے اپنے قدموں پر صورت سجدہ میں رکھوانے والے، مداہنت جن کے دلوں میں پَیری ہوئی ہو کیا وہ تصوف کے علم بردار ہو سکتے ہیں؟ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا تصوف تو اس پاکیزہ ومقدس اور عالی فکر کا نام ہے کہ جو انسان کو کمال تک پہونچا کر اس کے قد کو نہایت بلند اور اونچا کر دیتی ہے۔ ہاں اس نورِ بے مثال کو تصوف کہتے ہیں جس سے سارا عالم جگمگا جاتا ہے، جی تصوف تو محض اسی روحانی سفر کا نام ہے جو شریعت کی مقدس راہوں سے ہوتا ہوا معرفت و حقیقت کی منزل پر تمام ہوتا ہے۔ جو اسی تصوف کے جامع ہوں حقیقت میں وہی ''صوفی'' کہلانے کے اہل ہیں اور جو شریعت مطہرہ بلکہ ایمان وعقائد کا بھی معاذ اللہ! پاس ولحاظ نہ رکھتے ہوں وہ ابلیس رجیم کے کھلونا تو ہو سکتے ہیں صوفی ہرگز نہیں ہو سکتے۔

تصوف

تصوف کا تعارف پیش فرماتے ہوئے عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ (م ۹۷۳ھ) نے فرمایا ہے:

"التصوف انما هو زبدة عمل العبد باحكام الشرعية"۔(الطبقات الكبرى جلد اول، مقدمة الكتاب، ص:٤، مطبوعة مصر) یعنی تصوف وہ تو احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن خفیف ضبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

"التصوف تصفية القلوب واتباع النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى الشريعة"(الطبقات الكبرى جلد اول، ذكر ابى عبد الله بن محمد الضبى، ص:٤،

مطبوعة مصر)۔ یعنی تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کر کے شریعت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہو۔

"علم التصوف تفرع من عين الشريعة" ۔(الطبقات الكبرى جلد اول، مقدمة الكتاب، ص: ٤، مطبوعة مصر) یعنی علم تصوف چشمۂ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔

ان دونوں بزرگوں کے اقوال سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی انسان اس وقت تک صوفی ہو ہی نہیں سکتا ہے جب کہ وہ شریعت مطہرہ کی بجا آوری میں کامل نہ ہو جائے، اور جب شریعت کی بجا آوری میں کامل ہو جائے گا اس وقت اس کو اللہ تعالیٰ کی سچی توجہ حاصل ہو جائے گی جیسا کہ علامہ احمد بن احمد برنسی مغربی المعروف بہ ''زرّوق'' (م ۸۹۹ھ) فرماتے ہیں:

"وقد حدّ التصوف ورسم وفسربوجوه تبلغ نحو الالفين ، مرجع كلها لصدق التوجه الى الله تعالىٰ"۔(قواعد التصوف علىٰ وجه يجمع بين الشريعة والحقيقةويصل الاصول والفقه بالطريقة ص:١٣) یعنی تصوف کی حدّ ورسم تقریبا دو ہزار کے قریب بیان کی گئی ہیں، ان میں سے ہر ایک کا مقصود وصول الی اللہ ہے۔

محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی حضور غوث اعظم قدس سرہ (م ۵۶۱ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

"اقرب الطرق الى الله تعالىٰ لزوم قانون العبوديةوالاستمساك بعروة الشريعة"۔(بهجة الأسرار ص: ٥٠، مطبوعة مصر) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے۔

معاصرِ حضرت جنید بغدادی، حضرت سیدی ابو العباس احمد بن محمد الآدمی قدس سرہ (م ۳۰۹ھ) فرماتے ہیں:

"من الزم نفسه آداب الشريعةنور الله تعالىٰ قلبه بنور المعرفة ولا مقام اشرف من مقام متابعة الحبيب صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى اوامره وافعاله واخلاقه"۔(الرسالة القشيرية ص ٢٥، مطبوعةمصر) یعنی جو اپنے اوپر آداب شریعت لازم کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور معرفت سے روشن فرما دے گا اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام وافعال اور عادات سب میں حضور ہی کی

پیروی کی جائے۔
ان اقتباسات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ شریعت مطہرہ کی اتباع و پیروی کرنا یہ حصول تصوف کے لیے شرط اول ہے اور احکام شرع پر عمل یہ موقوف ہے جب تک ایمان نہ ہو اس وقت تک احکام شرع پر عمل درآمد ہونے کا کوئی معنی ہی نہیں ہے اسی طرح سے ایمان کے بعد جب شریعت مطہرہ کی پیروی نہ ہو اس وقت تک منازل تصوف کے حصول کا بھی کوئی معنی نہیں ہے جیسا کہ علامہ احمد بن احمد برنسی مغربی المعروف بہ ''زرّوق'' (م ۸۹۹ھ) فرماتے ہیں:
”صدق التوجه مشروط بكونه من حيث يرضاه الحق تعالىٰ وبما يرضاه، ولا يصح مشروط بدون شرطه، ﴿وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْر﴾(الرمز ۳۹/۷) فلزم تحقيق الايمان﴿ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾(الرمز ۳۹/۷)فلزم العمل بالاسلام۔ یعنی تصوف کے لیے سچی توجہ اس جانب کے جو حق تعالیٰ کو پسند ہو اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو یہ شرط ہے، اس شرط کے بغیر تصوف صحیح نہیں ہوگا (یعنی تصوف پایا ہی نہیں جائے گا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: [اور اپنے بندوں کا کفر کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں] تو وجود تصوف کے لیے ایمان لازم وضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: [اور اگر تم شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے۔]

تصوف کی آڑ میں شریعت کی مخالفت

شیطان صرف صوفیائے کرام کے افکار ونظریات ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کا کھلا ہوا دشمن ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے﴿ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْن ﴾(یوسف ۱۲/۵) بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔اسی لعین ہی نے تو بارگاہ ایزدی میں انسانوں کے لیے یہ قسم کھائی تھی کہ میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا، ان کو بہکا دوں گا اور خواہشات میں مبتلا کردوں گا۔ یہی وہ لعین ہے کہ جس نے حضرت آدم (علیٰ نبینا و علیھم افضل الصلوات والتسلیمات) کے جی میں خطرہ ڈالا تھا اور خدا کی جھوٹی قسم کھا کر ان سے خیر خواہی کا ڈھونگ کیا تھا۔شیطان ہمہ وقت اسی فراق میں ہی سرگرداں ہے کہ کسی طرح انسان کو گناہوں میں ملوث کیا جاسکے بقول صوفیائے کرام ''کبھی کبھی وہ نیک کام کے لیے ننانوے

(۹۹) دروازے کھولتا ہے تاکہ انسان سے ایک گناہ کا کام کرواسکے''۔

صوفیائے کرام اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتے ہیں اور صوفیائے کرام دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی کے لیے بلاتے ہیں اور اس کے لیے کوشاں رہتے ہیں، ان کا مقصود عنداللہ محمود و محبوب ہوتا ہے۔ شیطان بھی کبھی کبھی دوسروں کو طاعت و بندگی کی جانب بلاتا ہے اور اس کے لیے کوشاں رہتا ہے، لیکن اس کا مقصود عنداللہ مذموم و مبغوض ہوتا ہے جس کا اندازہ صاحب مثنوی کی بیان کردہ اس حکایت سے بخوبی ہوسکتا ہے:

''امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن صبح کے وقت سوتے رہ گئے تو شیطان نے آکر [حیّ علی الفلاح] کہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ظاہری حکم کے مکر و فریب کو سمجھ لیا۔ ارشاد فرمایا: اے شیطان! تُو تو گناہ کا ہی حکم دیتا ہے، پھر تو مجھے اطاعت الٰہی کا حکم کیسے دے رہا ہے؟ اس تعجب خیز معاملے کا سبب کیا ہے؟ کیونکہ تجھ جیسے سے ایسی توقع نہیں۔ شیطان نے کہا: تم کو بیدار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن تم نے فجر کی نماز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ باجماعت نہیں پڑھ پائی تھی تو تم کو اس پر بہت افسوس و شرمندگی ہوئی، تو تمہارے لئے اس اطاعت سے زیادہ اجر و ثواب لکھا گیا جس کی تم بجا آوری کرتے تھے، اسی وجہ سے میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں تم دوبارہ سوتے ہوئے نہ رہ جاؤ اور تم کو پھر وہی اجر و ثواب حاصل نہ ہو جائے۔ (مثنوی شریف دفتر دوم ص:۶۳)

جس طرح سے شیطان نے نماز کی ہمدردی کا جھوٹا ڈھونگ کیا اسی شیطان کی طرح ہی ہندوستان میں کچھ افراد ایسے ہیں جو تصوف کا راگ الاپتے ہیں اور اپنے آپ کو اپنی ہی زبان سے دنیا کا بہت بڑا صوفی کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے بلکہ ہندوستان سے لے کر دیگر ممالک تک اپنی فرضی صوفیت کا ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں تاکہ عوامِ اہل سنت متنفر ہوکر ان سے دور نہ ہو جب کہ حقیقت یہ کہ وہ قولاً، فعلاً پاکیزہ تصوف کے کھلے ہوئے سخت دشمن ہیں۔ ایسے لوگوں کی سیرت و کردار اور ان کی تحریریں عوام اہل سنت کے لیے محض ''خطرِ راہ'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ خوف خدا اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عاری کچھ لوگوں نے جب شہرت طلبی، شکم پروری اور حصول دنیا کے لیے جب اپنے دوسرے حربوں کو ناکام ہوتے ہوئے دیکھا

تو انہوں نے محض انہیں خسیس و رذیل دنیاوی چیزوں کے حصول کے لیے اور اپنے گندے چہرے کو چھپانے کے لیے تصوف کا لبادہ اوڑھنا بھی شروع کر دیا اور حجابِ تصوف میں اپنے اس بھیانک بدنما چہرے کو چھپانے کی ناکام کوشش کرنے لگے۔ آیئے ذرا اب ان کے رخ سے نقاب اٹھا کر ان کو بے نقاب کیا جائے تاکہ ان شیطان صفت بناوٹی چہروں سے دوسرے بھولے بھالے سچے سنی مسلمان بھی باخبر ہو سکیں۔

اس فرضی گروہِ صوفیہ کے سرغنہ جن کے یہاں اضطراری کیفیت کے ساتھ ''خوک وخر'' اور ''پروفیسر اختر'' وغیرہ ''ناصر'' وہم فکر کی حیثیت سے حاضر ہوتے رہتے ہیں ان کو ان کے متبعین وساجدین ''داعی اسلام شیخ ابوسعید احسان اللہ محمدی صفوی'' اور ''ابّو میاں'' کہتے ہیں لیکن جب آپ ان کے افکار ونظریات کو پڑھیں گے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ ویسے ہی ''شیخ'' ہیں جیسا ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزیہ کو دیابنہ و وہابیہ ''شیخ'' کہتے ہیں بلکہ ''ابومیاں'' کی سرپرستی میں شائع ہونے والے کتابی سلسلہ ''الاحسان'' میں بھی ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزیہ کی مدح وسرائی کی گئی ہے اور ان کو ''شیخ'' وغیرہ معظم الفاظ سے کو یاد کیا گیا ہے۔

ذیل میں گروہِ صوفیہ کے مذکورہ سرغنہ یعنی ''ابومیاں'' کے ان افکار ونظریات کو ذکر کیا جاتا ہے جو ان کی سرپرستی میں شائع کی جانے والی کتابوں کے میں مذکور ہیں قارئینِ کرام بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ ''ابومیاں'' کا راستہ بزرگان دین، اولیائے کرام، علمائے ذوی الاحترام اور مجتہدین امت (رحمہم اللہ) کے راستے سے کتنا الگ ہے۔

سیدسراواں الٰہ آباد والوں کے بعض افکار ونظریات

(۱) ''اس وقت کسی فرد کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ہم تاویل کرنے والوں کی تکفیر کریں گے۔ (ماہنامہ خضر راہ الٰہ آباد مئی ۲۰۱۳ء ص:۱۳)

(۲) ''ان (ابومیاں) کی بارگاہ میں ہند ومسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اور امیر وفقیر، عالم و جاہل، گورے کالے ہر طرح کے پیاسے آتے ہیں''۔ (نغمات الاسرار ص:۱۱)

(۳) ''وہ (ابومیاں) حنفی ہیں مگر ان کی تقلید میں جمود نہیں''۔ (نغمات الاسرار ص:۱۱)

(۴)''حضرت (ابومیاں) کی شخصیت ایک جہت سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی سی ہے تو دوسری طرف جب فقہ وافتا کی بات آتی ہے تو کبھی کبھی نگاہ کوتاہ بین کو تقلید کی زنجیریں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں''۔(نغمات الاسرار ص:٦)

(۵)''حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ ''قرأت خلف الامام'' کے قائل صرف اس لیے تھے کہ ان کے پاس حدیث تھی یہاں انہوں نے قول امام پر عمل کرنے سے زیادہ بہتر قولِ رسول پر عمل کرنے کو خیال کیا اور یہ معمول اس سلسلے میں آج بھی چلا آ رہا ہے۔صوفی حکیم ہوتا ہے مقاصدِ شریعت پر اس کی نگاہ ہوتی ہے،ضرورت وحاجت کے تحت یا روحانی کشف کی بنیاد پر بعض مسائل میں منفرد ہوتے ہیں اس کے باوجود مقلد ہی کہے جائیں گے''۔(الاحسان،شمارہ ا،ص:۲۵۰)

(٦)''اگر تم حنفی ہو تو بتاؤ کہ ان تینوں فقہی مذاہب حنبلی،مالکی اور شافعی کے پیروکاروں میں کوئی اللہ کا ولی ہے یا نہیں؟اگر ہے تو بتاؤ کسی ولی کی اقتدا میں نماز ہوگی یا نہیں؟افسوس کہ ایک حنفی نماز تو چھوڑ سکتا ہے مگر کسی شافعی یا حنبلی کی اقتدا نہیں کر سکتا!تعجب ہے کہ تم اپنے اصول کا دوسروں کو پابند بناتے ہو جب کہ ان کے پاس بھی قرآن وسنت سے مستنبط اصول موجود ہیں،جن کو تم برحق کہتے ہو۔بتاؤ کیا تم تضاد بیانی کے شکار نہیں ہو زبان سے برحق مانتے ہو اور دل سے باطل قرار دیتے ہو قولا حق گردانتے ہو اور فعلا اس کا بطلان کرتے ہو کیا یہ نفاق خفی نہیں ہے؟''(الاحسان کتابی سلسلہ۴/افادات ابومیاں،ص:۲۳)

سید سراواں الٰہ آباد کے''ابومیاں''اور سوادِ اعظم کی مخالفت

پہلا اقتباس

دیابنہ ووہابیہ،رافضی وچکڑالوی اور اہل حدیث اہل وغیرہ کون سا فرقہ ایسا ہے جو اپنے غلط افکار ونظریات کی موقع پڑنے پر تاویل نہیں کرتا؟لیکن''ابومیاں''کے زیرِ سایہ شر نکلنے والے رسالے میں صاف کہہ دیا گیا:

''اس وقت کسی فرد کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ہم تاویل کرنے والوں کی تکفیر کریں گے''۔(ماہنامہ خضر راہ الٰہ آباد مئی ۲۰۱۳ء ص:۱۳)

وہ فرقہائے باطلہ جو کہ بدمذہب ہیں اور ان کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہوئی ہے ان پر تو

علمائے حرمین شریفین کے علاوہ ساری دنیا کے علمائے حق اہل سنت و جماعت بلکہ سواداعظم اہل سنت و جماعت کی جانب سے ان کے عقائد کفریہ کی وجہ سے حکمِ کفر ہے۔تو ''ابومیاں'' کی جانب سے علمائے حرمین شریفین کے علاوہ ساری دنیا کے علمائے حق اہل سنت و جماعت بلکہ سواداعظم اہل سنت و جماعت کی کھلی مخالفت نہیں تو کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں ہندو مسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اورامیر وفقیر، عالم وجاہل، گورے کالے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

''ان (ابومیاں) کی بارگاہ میں ہندو مسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اور امیر وفقیر، عالم و جاہل، گورے کالے ہر طرح کے پیاسے آتے ہیں''۔(نغمات الاسرارص:۱۱)

کفرصریح میں تاویل کی حیثیت

دیابنہ وغیرہ وہ فرقے جن کی عبارات کفریہ کی وجہ سے علمائے کرام نے ان پر حکم کفر صادر کیا ہے ان کی ان کفریہ وخبیثہ عبارت پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کی تکفیر سے رکنا یہ شریعت مطہرہ کے خلاف ہے بلکہ صریح کفریہ عبارتوں میں کسی بھی قسم کی تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بھی بات کفر نہ رہے۔مثلا زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہوجائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے، یعنی قضادو ہیں: مبرم ومعلق۔

کیاایسے صریح کفر میں تاویل سنی جائے گی؟ نہیں ہرگز نہیں سنی جاسکتی۔

شفاشریف میں ہے:

"التاویل فی لفظ صراه لا یقبل"۔(الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الرابع ۲۰۹/۲) صریح (کھلے) لفظ میں تاویل کا دعوی مسموع نہیں ہوتا۔

ملاعلی قاری قدس سرہ (م) شرح شفامیں فرماتے ہیں:

"هو مردود عند القواعد الشرعية"۔(شرح الشفاء لملاّ علی القاری، القسم الرابع، الباب الأول ۳۹۶۲) ایسا (صریح میں تاویل کا) دعوی شریعت میں مردود ہے۔

نسیم الریاض میں ہے:

"لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانا"۔(نسیم الریاض ۳۹۶/۴)۔ایسی تاویل کی جانب التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

علما وفقہا کی یہ عبارتیں ''ابومیاں'' کے مدرسے کے کوئی مدرس ان کو پڑھ کر سنادیں تاکہ وہ اپنے رسالے میں چھپے ہوئے اپنے موقف (''اس وقت کسی فرد کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ہم تاویل کرنے والوں کی تکفیر کریں گے''۔(ماہنامہ خضر راہ الہ آباد مئی ۲۰۱۳ء ص:۱۳) پر غور فکر کرکے توبہ ورجوع کرلیں اور اکابر واسلاف کے موقف حق کو اختیار کرلیں۔

فیصلہ قارئین کے حوالے کہ وہ مذکورہ عبارت کو پڑھ کر خود غور کریں ''ابومیاں'' کی یہ روش درست ہے یا نہیں؟؟

کفار کی صحبت وقربت سے بچنے کے متعلق حکم قرآن

اللہ تعالیٰ نے برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کو منع فرمایا ہے قرآن مقدس میں یوں ہے:

''وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ"(الأنعام ٦٨/٦) ورجو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رب تبارک وتعالیٰ یوں مدح سرائی فرماتا ہے:

''مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِيْنَ مَعَہُ أَشِدَّاء عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاء بَيْنَهُمْ"(الفتح ٢٩/٤٨) محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

تفسیر مدارک میں مذکورہ آیت کے تحت یوں ہے:

''وبلغ من تشددهم على الكفار أنهم كانوا يحرزون من ثيابهم أن تلزق ثيابهم ومن أبدانهم ان تمس أبدانهم ''یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شدت کفار پر اس درجہ تھی کہ وہ حضرت اپنے کپڑوں کو بھی کافروں کو چھونے سے بچاتے تھے اپنے جسموں کو بھی کافروں کے جسموں سے مس ہونے سے دور رکھتے تھے۔

حدیث شریف میں ہے:

''عن ابن عمر، قال قال رسول الله سلی الله تعالیٰ علیه و سلم من أعرض بوجه عن صاحب بدعة بغضاً له، ملأ الله قلبه يُمْناً وايمانا و من انتهر صاحب بدعة أمنه الله تعالیٰ يوم الفزع الأكبر، ومن أهان صاحب بدعة رفعه الله فی الجنة مائه درجة ومن سلّم علیٰ صاحب بدعة أو لقيه بالبشری أو استقبله بما يسره فقد استخفّ بما انزل علیٰ محمد''۔(كنزالعمال، رقم الحديث:٥٥٩٩) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی بدمذہب کو اس کی بدمذہبی کی وجہ سے دشمن جان کر اس سے منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کا دل امان اور ایمان سے بھر دے۔ جو کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالیٰ اسے اس بڑی گھبراہٹ کے دن امان دے اور جو کسی بدمذہب کی تذلیل کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے، جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اس سے خوشی کے ساتھ ملے یا اس کے سامنے ایسی بات کرے جس سے اس کا دل خوش ہو اس نے ہلکی جانی وہ چیز جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

قارئین کرام! غور کیجیے ہندو مسلم، مومن و کافر، سنی، شیعہ، دیوبندی وغیرہ تمام فرقہائے باطلہ سے اتحاد و اختلاط کرنا یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف ہے یا نہیں؟

''ابومیاں'' کی خانقاہِ سراواں مرکز اختلاط بدمذہباں

دوسرا اقتباس

''ان (ابومیاں) کی بارگاہ میں ہند و مسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اور امیر و فقیر، عالم و جاہل، گورے کالے ہر طرح کے پیاسے آتے ہیں''۔(نغمات الاسرار ص:١١)

کیا اس عبارت میں اس بات کا کھلا ہوا اعلان نہیں کہ ''ابومیاں'' سب سے اختلاط رکھتے ہیں؟ نیز اس میں عوام کو سب سے اختلاط رکھنے، میل جول اور رشتہ قائم کرنے کی کھلی ترغیب نہیں ہے؟ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہاں شریعت مطہرہ کے خلاف بدمذہبوں سے کھلم کھلا اختلاط رکھا جاتا ہے۔ جب کہ علمائے دین و اولیائے کاملین نے بدمذہبوں سے دور و

نفور رہنے کاحکم دیا ہے۔

بدمذہب کے ساتھ بزرگانِ دین کا برتاؤ

یہ جعلی تصوف کے جھنڈا بردار''ابومیاں'' کی بارگاہ کا معاملہ تھا اب رأس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ(۱۱۰ھ) کا بدمذہب کے ساتھ برتاؤ ملاحظہ ہو:

''عن اسماء بن عبيد قال دخل رجلان من اهل الأهواء علىٰ ابن سيرين فقال يا ابابكر نحدثك بحديث، فقال لا، قالا فنقرأ عليك آية من كتاب الله؟ قال لا، لتقومان عني أو لاقومن قال فخرجا''(سنن الدارمی، باب اجتناب أهل الأهواء والبدع، رقم الحديث: ٤٠٠) ''اسماء بن عبید سے روایت ہے کہ دو بدمذہب آدمی حضرت امام محمد بن سیرین کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اے ابوبکر! ہم آپ سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں، ان دونوں نے عرض کی قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھیں؟ فرمایا نہ، یا تو تم میرے پاس سے چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں گا، آخر وہ دونوں نکل گیے۔

بدمذہب کے متعلق شرح مقاصد میں یوں ہے:

''أن حكم المبتدع البغض والاهانة والرد والطرد''۔(شرح المقاصد، الفصل الرابع فی الامامة، ج:٢، ص:٢٧٠) یعنی بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا، اسے ذلت دینا، اس کا رد کرنا اور اسے دور ہانکنا ہے۔

سیدالاولیا، سند الاصفیا حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ(م ۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

''وأن لا يكاثر أهل البدع ولايداينهم ولايسلم لأن امامنا امام أحمد حنبل رحمة الله عليه قال من سلم علىٰ صاحب البدعة فقد أحبه لقول النبی صلی الله تعالىٰ عليه وسلم افشوا السلام بينكم تحابوا ولايجالسهم ولايقرب منهم ويهنيهم فی الأعياد وأوقات السرور ولايصلی عليهم اذا ماتوا ولايترحم عليهم اذا ذكروابل يباينهم ويعاديهم فی الله عزوجل معتقدا بطلان مزهب أهل البدعة محتسبا بذلك الثواب الجزيل والأجر الكثير''۔(غنية الطالبين، فصل فی اعتقاد اهل السنة

..،الجزء الأول،ص،١٥) اور اہل بدعت کے ساتھ مباحثہ،مبالغہ اوران کے ساتھ اختلاط نہ کرنا چاہیے۔ نہ ان کوسلام کرے کیوں کہ ہمارے پیشوا حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے اہل بدعت کوسلام کیا گویا اس سے دوستی کی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اپنے آپس میں کروتا کہ باہم ربط واتحاد زیادہ ہواور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ ان کے پاس جاؤاور خوشی کے دنوں اور عید میں مبارک باد نہ کہواور جب وہ مریں ان کے جنازہ نہ پڑھواور جب ان کا ذکر ہوتو مہربانی وشفقت کے کلمے ان کے حق میں نہ کہو بلکہ ان سے دور رہواور دشمنی رکھواللہ تعالیٰ کے لیے اس اعتقاد سے کہ مذہب اہل بدعت کا مذہب جھوٹا ہے اوران کی دشمنی سے ہم کو ثواب حاصل ہوگا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (م۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں:

''پس پیغمبر خودرا کہ موصوف بخلق عظیم ست بجہاد کفار وغلظت بایشاں امر فرمود۔معلوم شد کہ غلظت بایشاں داخل خلق عظیم ست''۔(مکتوبات مجدد الف ثانی، ج:۱، مکتوب نمبر۱۶۳، ص:۱۶۵) یعنی اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کہ خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اوران پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔معلوم ہوا کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت وشدت برتنا خلق عظیم میں داخل ہے۔

دوسرے مقام پر یوں ہے:

''اجتناب از صحبت مبتدع لازم ست وضرر مبتدع فوق ضرر کافرست''۔(مکتوبات مجدد الف ثانی، ج:۱، مکتوب نمبر۵۴، ص:۵۴) یعنی بدمذہب کی صحبت سے بچنا لازم ہے اور بدمذہب کی صحبت کا نقصان کافر کی صحبت سے زیادہ ہے۔

''ابومیاں'' کی تقلید سے بیزاری اور مقلدین پر کوتاہ بینی کا الزام

تیسرا اور چوتھا اقتباس

''وہ (ابومیاں) حنفی ہیں مگر ان کی تقلید میں جمود نہیں''۔(نغمات الاسرار ص:۱۱)(۴)

''حضرت (ابومیاں) کی شخصیت ایک جہت سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی سی ہے تو دوسری طرف جب فقہ وافتا کی بات آتی ہے تو کبھی کبھی نگاہ کوتاہ بین کوتقلید کی زنجیریں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں''۔(نغمات الاسرار ص:۶)

کیا اس اقتباس میں تقلید کے اوپر چھینٹا کشی کرنے کے ساتھ ساتھ ''مولوی اسماعیل دہلوی'' کی ذہنیت کی بو نہیں آتی ہے؟ کیا اس میں مقلدین کو طعن وتشنیع نہیں کی گئی ہے؟ (علما، اولیا،صلحا،صوفیہ اور اتقیا بلکہ سیدالاولیا،سندالاصفیا حضور غوث اعظم جیلانی،امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری وغیرہ تمام) مقلدین کو کوتاہ بین نہیں کہا گیا؟ان کی تقلید پر جمود کا الزام نہیں لگایا گیا ہے؟ اس اقتباس سے ان کی غیر مقلدانہ اور وہابیہ نواز ذہنیت آشکارا نہیں ہوتی ہے؟

تقلید پر وہابیہ کی تنقید

جماعت وہابیہ کے نزدیک تقلید ناجائز وحرام بلکہ شرک بدعت ہے وہ اس پر ہر طرح سے تنقید کرتے ہیں بلکہ انہوں نے تقلید کے رد پر بہت سی کتابیں بھی تحریر کی ہیں بطور نمونہ ان کی کتابوں کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

وہابیوں کے مشہور پیشوا ومحدث،شیخ الکل فی الکل،مولوی نذیر حسین اپنی تقلید بیزاری کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''المختصر تقلید نہ تو کسی آیت قرآنیہ سے ثابت ہے،اور نہ کسی حدیث سے،اور نہ کسی امام نے اپنی تقلید کرنے کی اجازت دی ہے،تقلید کے بطلان میں بہت اچھے اچھے رسالے تصنیف ہو چکے ہیں۔(فتاوی نذیریہ مبوب ومترجم،ج:۱،ص:۱۶۴)

دوسری جگہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر ان الفاظ میں تنقید کی ہے:

''پھر جو کوئی اس (غیر مقلد) کو برا کہے اور شادی غمی میں اس سے نفرت وعداوت کرے،اور نہ ملے،وہ فاسق ومخالف کتاب وسنت اور مبتدع متعصب اغلظ ہے،ایسے متعصب بدعتی اغلظ سے ملنا ترک کرے،کیوں کہ برضا ورغبت مبتدع سے ملنا ہدم اسلام کا موجب ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث مشکوۃ وغیرہ میں وارد ہے،کیوں کہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر شارع کا حکم اور خطاب صادر نہیں ہوا،پس جس عقیدہ پر خدا اور رسول کا حکم ناطق نہ ہو،وہ عقیدہ اور عمل مردود اور قبیح ہوتا ہے''۔(فتاوی نذیریہ مبوب ومترجم،ج:۱،ص:۱۷۱)

وہابی مولوی حکیم درویش فاروقی نے یوں لکھا ہے:

''اس دور میں مقلدین کی وہی حالت ہے جو گمراہ قوموں کی انبیا علیہم السلام کے سامنے تھی''۔(مسئلۂ تقلید،ص:۱۰۲)

وہابیوں کے عظیم پیشوا و امام العصر وعلامہ ''نواب صدیق حسن خاں'' بھوپالی نے یوں لکھا ہے:

''تقلید کسی مذہب کی واجب نہیں، آزادی مذہب بھی عجیب نعمت ہے''۔(ترجمان وہابیہ،ص:۲۹)

دوسرے مقام پر یوں لکھا ہے:

''ہمیں مذہب کے نام سے چڑ ہے،ہم کو مذہبی جاننا بالکل ستانا ہے''۔(ترجمان وہابیہ،ص:۳۰)

ایک جگہ اور بالکل ''ابومیاں'' کے کتابچہ سے ملتا جلتا لکھا ہے ملاحظہ ہو:

''یہ چاہتے ہیں وہی تعصب مذہبی وتقلید شخصی اور ضد اور جہالت آبائی جو ان میں چلی آتی ہے قائم رہے''۔(ترجمان وہابیہ،ص:۵۶)

اب ''ابومیاں'' کے اقتباسات کو پڑھیے پھر دیکھیے کہ ان کی فکر ونظر وہابیوں سے میل کھاتی ہے یا ہمارے اکابر علما و اولیا، فقہا و صوفیہ وغیرہ سے جب بلا تعصب وہابیوں اور ''ابومیاں'' کی عبارتوں میں تقابل کیا جائے گا تو قاری یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ یقیناً یہ عبارتیں ہمارے اسلاف کرام کے افکار ونظریات کے خلاف ہیں۔

تقلید اور اکابر اہل سنت

کائنات تصوف وسلوک کی عظیم ہستی ''حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی'' قدس سرہ کے ایک مبارک اقتباس کو اس نیت سے نقل کیا جاتا ہے کہ شاید وہ ''ابومیاں'' کے کام آئے اور ان کے دل کا اندھیرا دور ہو:

''شریعت وطریقت میں اپنے آپ کو محض مقلد سمجھیں اور ان دونوں دل پذیر طریقوں میں اپنے دعویٰ اجتہاد سے دور سے دور تر رہیں''۔(سراج العوارف فی الوصایا والمعارف،ص:۴۱)

بغرض اصلاح ''ابومیاں'' سے عرض ہے کہ شریعت وطریقت دونوں میں ہی اپنے آپ کو ائمہ فقہ وطریقت کے تابع رکھیں اور ائمہ واسلاف کرام کے افکار ونظریات کو یکسر نظر انداز کر کے زیادہ اونچا اڑنے کی کوشش نہ کریں ورنہ آپ تو بہت چھوٹی چیز ہیں ان علم والوں کے لیے کہ جن کو علم تو ہے لیکن علم فقہ میں درک نہیں رکھتے حضرت امام سفیان بن عیینہ قدس سرہ (م ۸۱۵ھ) نے یوں فرمایا ہے:

''الحدیث مضلة الا للفقهاء ''یعنی حدیث شریف فقہائے کرام کے علاوہ کے لیے گمراہ کرنی والی ہے۔

جس طرح سے قرآن مقدس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے''۔(القرآن، البقر ۲/۲٦)

گمراہ ہونے والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اقوال اسلاف کرام کو چھوڑ کر فہم قرآن کے دعوے دار ہیں۔ لہٰذا اب خود ہی غور کیجیے اور سوچیے کہ علما وفقہا، اتقیا وصوفیہ کا راستہ بہتر ہے یا گمراہوں کا وہ راستہ جو آں جناب نے اختیار کر رکھا ہے۔

فقہ حنفی اور احناف پر بہتان

پانچواں اقتباس

(۵)''حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ ''قرأت خلف الامام'' کے قائل صرف اس لیے تھے کہ ان کے پاس حدیث تھی یہاں انہوں نے قول امام پر عمل کرنے سے زیادہ بہتر قولِ رسول پر عمل کرنے کو خیال کیا اور یہ معمول اس سلسلے میں آج بھی چلا آرہا ہے۔ صوفی حکیم ہوتا ہے مقاصدِ شریعت پر اس کی نگاہ ہوتی ہے، ضرورت وحاجت کے تحت یا روحانی کشف کی بنیاد پر بعض مسائل میں منفرد ہوتے ہیں اس کے باوجود مقلد ہی کہے جائیں گے''۔(الاحسان، شمارہ ا،ص:۲۵۰)

مذکورہ اقتباس کو دوبارہ ملاحظہ کیجیے اور دیکھیے کہ اس عبارت سے یہ مطلب بالکل واضح مفہوم ہوتا ہے کہ جو لوگ تقلید کرتے ہوئے قول امام پر عمل کرتے ہیں وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے اور قول امام پر کوئی حدیث نہیں بلکہ حضرت امام اعظم قدس سرہ کا قول حدیث رسول صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔کیا یہ ہم ''مقلدینِ حضرت امام اعظم'' قدس سرہ پر بہتان و الزام نہیں ہے؟

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے!

مذکورہ قول کے متعلق مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب المجمع الاسلامی مبارک پور کئی اعتبار سے تنبیہ کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

''اس کا صاف مطلب یہ کہ جو لوگ قول امام پر عمل کر رہے ہیں وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے اور قول امام کی تائید میں حدیث نہیں۔ یہ تو فقہ حنفی اور احناف پر بہت بڑا الزام ہے پھر یہ بات آپ حصر کے ساتھ کہہ رہے ہیں اس پر اور زیادہ تعجب ہے اور یہ بات بھی عجیب ہے کہ قول امام پر عمل کرنے سے زیادہ بہتر قول رسول پر عمل کرنے کو خیال کیا۔ جب کہ خود احناف کے نزدیک بھی حدیث رسول کے مقابلے میں قول امام کوئی معنی نہیں رکھتا اور نہ قول امام حدیث کے مقابل آسکتا ہے۔قول امام تو اس وقت قابل عمل ہوتا ہے جب وہ کسی حدیث سے مستنبط ہو، یا کوئی شرعی حدیث نہ ہو تو قیاس امام پر عمل ہوگا اور اگر محض قول امام حدیث کے مقابلے میں ہو تو اس کو ترک کرنا اور حدیث پر عمل کرنا نہ صرف یہ کہ زیادہ بہتر ہوگا بلکہ واجب ہوگا کہ خود ہمارے امام اعظم نے فرمایا: **اذا صح الحدیث فھو مذھبی**. اس کی پوری بحث اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی معرکہ آرا کتاب ''**الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی**'' میں ملاحظہ کی جائے۔

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ جس وجہ سے بھی قرأت خلف الامام کے قائل رہے ہوں مگر اس کی بہتر حال صحیح طریقے سے نہیں کی گئی پھر آگے چل کر کشف کو بھی بنیاد بتایا گیا ہے اگر کشف پر اعمال کا دار و مدار رکھا جائے تو پھر جتنے کشوف ہوں گے اتنے مسالک جنم لیں گے۔ کیوں کہ کشف دوسرے کے لیے حجت نہیں اور خود اپنے لیے بھی یقین کا فائدہ نہیں دیتا لہذا اس کی وجہ سے قول امام کو رد نہیں کیا جا سکتا اور اولیا اللہ نے کشف کو فقہیات میں بنیاد بھی نہیں بنایا اور نہ بتایا۔

''صوفی حکیم ہوتا ہے اور مقاصد شریعت پر اس کی نگاہ ہوتی ہے''۔ یہ جملہ بھی اس بات کا غماز ہے کہ گویا ائمہ مجتہدین حکیم نہیں ہوتے اور ان کی نظر مقاصد شریعت پر نہیں ہوتی جب کہ

یہی فقہا و مجتہدین کا طرۂ امتیاز ہے اللہ کی طرف سے انہیں یہی قوت ملتی ہے کہ وہ اجتہاد کے عمل میں کامیاب ہوتے ہیں اور مجتہدین کرام خود بھی صاحب کشف تھے مگر کہیں بھی نہیں آیا ہے کہ انہوں نے اپنے کشف کی بنیاد پر کسی مسئلے کا استنباط کیا ہو۔'' (انتہیٰ ملخصاً، الاحسان، شمارہ ۲، ص: ۳۹۱، ۳۹۲)

حضرت امام اعظم ائمہ طریقت وسلوک کے بھی امام ہیں

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۵۰ھ) کے بلند رتبہ کے متعلق علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''امام اعظم ابوحنیفہ'' قرآن کریم کے بعد سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہیں۔ ان کی تعریف کے لیے تو ان کے مذہب کا اتنا زیادہ مقبول ہونا ہی بہت ہے۔ تصوف وطریقت اور حقیقت معرفت میں بھی آپ کا مقام بہت بلند و بالا ہے بلکہ وہ ائمہ طریقت وسلوک کے بھی امام ہیں۔ بہت سے اولیائے کرام جن کو مشاہدہ و مکاشفہ، تصوف و طریقت اور معرفت وحقیقت کا امام سمجھا جاتا ہے انہوں نے آپ کی تقلید فرمائی ہے ذیل میں اس حوالے سے کچھ نام ذکر کیے جاتے ہیں:

ابو اسحاق، ابراہیم بن ادہم بن منصور بلخی (م ۱۶۲ھ)
شقیق بلخی (م ۱۹۴ھ)
معروف کرخی بن فیروز (م ۲۰۰ھ)
شیخ المشائخ، وذوالقدم الراسخ ابویزید بسطامی (م ۱۶۱ھ)
فضیل بن عیاض خراسانی (م ۱۷۸ھ)
داؤد طائی ابن نصر بن نصیر بن سلمان کوفی طائی (م ۱۶۰ھ)
ابوحامد لفاف احمد بن خضرویہ بلخی خراسانی (م ۲۴۰ھ)
خلف بن ایوب (م ۲۱۵ھ)
عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ)
شیخ الاسلام، صائم الدہر وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی کوفی (م ۱۹۸ھ)
ابوبکر وراق محمد بن عمر و ترمذی (م ۲۴۰ھ)

عارف کامل حاتم اصم (م ۲۳۷ھ)
قطب الوجود سید محمد شاذلی بکری (م ۸۴۸ھ)
یہ وہ اساطین تصوف وطریقت ہیں جنہوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی تقلید کو اختیار کیا ہے اور اسی پر گامزن رہے۔

تصوف وطریقت اور حقیقت ومعرفت میں حضرت مام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کا مقام مرتبہ حضرت امام ابوقاسم قشیری قدس سرہ (م ۴۶۵ھ) نے یوں بیان فرمایا ہے:

"وقد قال الأستاذ أبو القاسم القشيری فی رسالته مع صلابته فی مذهبه وتقدمه فی هذه الطريقة:

سمعت الأستاذ أبا علی الدقاق يقول: أنا أخذت هذه الطريقة من أبی القاسم النضرابادی، وقال أبو القاسم: أنا أخذتها من الشبلی، وهو اخذها من السری السقطی، وهو من معروف الكرخی، وهو من داؤد الطائی، وهو أخذ العلم و الطريقة من أبی حنيفة، و كل منهم أثنی عليه و أقر بفضله۔"(مقدمة رد المحتار علی الدر المختار،۱/۱۵٦)

اپنے مذہب (شافعی) میں بہت زیادہ پختہ ہونے اور تصوف کی راہ میں بہت بلند ہونے کے باوجود استاذ ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ (قشیریہ) میں یوں فرمایا:

میں نے استاذ ابوعلی دقاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ میں نے اس طریقت کو امام ابوقاسم نضر اباذی سے حاصل کیا، اور ابوالقاسم نے فرمایا: میں نے اس کو شبلی سے حاصل کیا، اور انھوں نے سری سقطی سے حاصل کیا، انھوں نے معروف کرخی سے، انھوں نے داؤد طائی سے، اور انھوں نے علم وطریقت کا حصول حضرت امام اعظم سے کیا۔ ان صوفیائے کرام میں سے ہر ایک نے حضرت امام اعظم کی تعریف کی اور ان کی عظمت کا اعتراف کیا۔

اسی میں ہے:

"فعجبا لك يا أخی:

ألم يكن لك أسوة حسنة فی هؤلاء السادات الكبار؟ أ كانوا متهمين فی هذا الاقرار والافتخار، وهم ائمة الطريقة وأرباب الشريعة والحقيقة، ومن بعدهم فی

هـذا الأمـر فـلهـم تبـع، و كـل مـا خـالف ما اعتمدوه مردود و مبتدع۔" (مقدمة رد المحتار على الدر المختار،١/١٥٦،١٥٧)

تجھ پر تعجب ہے اے بھائی:

کیا تیرے لیے ان بزرگوں میں اسوۂ حسنہ نہیں ہے؟ کیا وہ اس اقرار وافتخار میں متہم ہیں حالاں کہ وہ طریقت کے امام اور شریعت وحقیقت کے جامع ہیں، اور اس معاملہ میں ان کے بعد والے انہیں کے تابع ہیں اور بعد والوں میں سے جو معتمد کی مخالفت کرے وہ مردود ومبتدع ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مذہب حنفی

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کے مذہب کو وہ بلندی ورفعت عطا فرمائی جو دیگر مذاہب کو حاصل نہ ہوسکی یہی وجہ ہے کہ قرب قیامت تمام مذاہب منقطع ہوجائیں گے صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ (م۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"و حسبك مـن مـنـاقبـه اشتهار مذهبه ما قال قولا الا أخذ به امام من الأئمة الاعلام، وقد جعل الله الحكم لأصحابه و أتباعه من زمنه الى هذه الأيام، الىٰ أن يحكم بـمـذهبـه عيسىٰ عليه السلام۔" (مقدمة رد المحتار على الدر المختار،١/١٥١) ۔اے مخاطب تجھے امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کے مناقب میں سے آپ کا مذہب کا مشہور ہونا ہی کافی ہے۔آپ نے جو بھی بات ارشاد فرمائی اس کو ائمہ اعلام میں سے کسی نہ کسی امام نے اختیار کیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اصحاب اور متبعین کے لیے آپ کے زمانے سے اب تک عہدۂ قضا کو مقرر فرمایا، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے مذہب کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ (م۱۰۳۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عمل خواہد

کردے''(مکتوبات امام ربانی، ج:۱،حصہ:۵،مکتوب:۲۸۲،ص:۳۶۴)اس وقت حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی اس بات کی بھی حقیقت معلوم ہوگئی جو انھوں نے فصول ستہ میں نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ ولسلام نزول کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے مطابق عمل فرمائیں گے۔

اس مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کا ایک اقتباس اپنے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے جس میں مذہب حنفی کی عظمت ومقبولیت کا ثبوت بھی ہے اور مخالفین کے ایک الزام اور شبہ کا ازالہ بھی ۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ (م۱۳۴۰ھ) سے سوال کیا گیا:

''**عرض**: حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد ہیں؟

ارشاد: ہاں،مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ انھیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی،حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض: نماز کس طرح پڑھیں گے؟

ارشاد: طریقۂ حنفیہ کے مطابق ، نہ یوں کہ مقلد حنفی ہوں گے بلکہ یوں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے،اس دن کھل جائے گا کہ اللہ ورسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے،اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا،اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ! سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت صادر ہوگیا،حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل،مطابق مذہبِ حنفی ہوں گے،جس سے مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی۔غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہوجائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے،ولہذا اکابر ائمۂ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمۂ شریعت کبری سے بہت نہریں نکلیں اور تھوڑی تھوڑی دور جاکر خشک ہوگئیں مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش وآب وتاب کے ساتھ بہت دور تک بہیں آخر میں جاکر وہ تین (۳) نہریں بھی تھم گئیں اور صرف مزہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی۔یہ کشف اکابر ائمۂ شافعیہ کا بیان ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔''(الملفوظ کامل (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

حصہ: دوم،ص:۶۲،۶۳)

''ابومیاں'' کی طرف سے جمہور علمائے احناف اور اعلی حضرت پر نفاقِ خفی کا الزام

چھٹا اقتباس

''اگر تم حنفی ہو تو بتاؤ کہ ان تینوں فقہی مذاہب حنبلی، مالکی اور شافعی کے پیروکاروں میں کوئی اللہ کا ولی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بتاؤ کسی ولی کی اقتدا میں نماز ہوگی یا نہیں؟ افسوس کہ ایک حنفی نماز تو چھوڑ سکتا ہے، مگر کسی شافعی یا حنبلی کی اقتدا نہیں کر سکتا! تعجب ہے کہ تم اپنے اصول کا دوسروں کو پابند بناتے ہو جب کہ ان کے پاس بھی قرآن وسنت سے مستنبط اصول موجود ہیں، جن کو تم برحق کہتے ہو۔ بتاؤ کیا تم تضاد بیانی کے شکار نہیں ہو زبان سے برحق مانتے ہو اور دل سے باطل قرار دیتے ہو قولا حق گردانتے ہو اور فعلا اس کا بطلان کرتے ہو کیا یہ نفاق خفی نہیں ہے؟'' (الاحسان کتابی سلسلہ ۴/افادات ابومیاں، ص:۲۳)

یہ ابومیاں کا موقف ہے اب اس کا تفصیلی جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

حنفی شافعی امام کے پیچھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟ دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی کا نظریہ

حرمین شریفین پر وہابیوں کے تسلط سے قبل چاروں فقہی مذاہب کے مصلے تھے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی سب اپنے اپنے امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔اس کی برائی کرتے ہوئے مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

''چار مصلے جو کہ مکہ معظّمہ میں مقرر کیے گئے ہیں لاریب امر زبوں (برا) ہے''۔(سبیل الرشاد ص:۳۲)

اس کے بعد اگلے صفحہ پر یوں لکھا ہے:

''یہ تفرقہ نہ ائمہ دین حضرات مجتہدین سے نہ علمائے متقدمین سے بلکہ کسی وقت میں سلطنت میں کسی امر کی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے کہ اس کو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہیں کرتا پس یہ طعن نہ علمائے حق مذاہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر ہے کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔(سبیل الرشاد ص:۳۳)

حنفی شافعی امام کے پیچھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟ علمائے احناف اہل سنت وجماعت کا موقف

حنفی شافعی کی اقتدا میں نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟ اس متعلق اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ودیگر علمائے احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقامات اختلاف میں احتیاط کی ہو تو اس کی اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

شرح ملتقی الابحر میں ہے:

"جواز اقتداء الحنفی بالشافعی اذا کان الامام یحتاط فی مواضع الخلاف"۔(مجمع الانہر شرح منتقی الابحر، باب الوتر والنوافل، المجلد الاول، ص:۱۲۹) یعنی حنفی کا شافعی کی اقتدا کرنا اس وقت جائز ہے جب شافعی امام مقامات اختلاف میں محتاط ہو۔

ردالمحتار میں ہے:

''قال کثیر من المشائخ ان کان عادته مراعاة موضع الخلاف جاز والا فلا۔''(ردالمحتار مطلب فی الاقتداء، المجلد الأول، ص:٤١٦) یعنی اکثر مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقامات اختلاف میں احتیاط کی ہو تو اس کی اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں۔

بحرالرائق میں ہے:

"حاصله ان صاحب الهداية جواز الاقتداء بالشافعی بشرط ان لا یعلم المقتدی منه ما یمنع صحة صلاته فی رأی المقتدی"۔(بحرالرائق ، باب الوتر والنوافل، المجلد الثانی، ص:٤٥) یعنی حاصل یہ ہے کہ صاحب ہدایہ نے شافعی کی اقتدا

کواس شرط کے ساتھ جائز کہا ہے کہ جب مقتدی امام کے کسی ایسے عمل کو نہ جانتا ہو جو مقتدی کی رائے کے مطابق صحت نماز کے منافی ہے۔

جامع الرموز میں یوں ہے:

”هـذا اذا علـم بـا الأحتراز مواضع الخلاف فلوشك فى الأحتراز لم يجوز الاقتـداء مـطـلقا كما فى النظم فلاباس به اذا لم يشك فى ايمانه ولم يتعصب أى لم يـبـغـض لـلـحـنـفـى۔(جـامع الرموز،ج:۱،ص:۱۷۳) یہ اس وقت ہے جب وہ مقامات اختلاف سے بچنے کا یقین رکھتا ہو اگر اس کے احتراز میں شک ہو تو پھر ہر حال میں اقتدا جائز نہیں، جیسا کہ نظم میں ہے پس اس وقت اس کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں جب اس کے ایمان میں شک نہ ہو اور وہ متعصب نہ ہو یعنی حنفی کے ساتھ بغض نہ رکھتا ہو۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”الاقتـداء بشـافـعـى الـمـذهـب انما يصح اذا كان الامام يتحامى مواضع الخلاف بان يتوضأ من الخارج النجس، من غير السبيلين كالفصد ولايكون متعصبا ولايتـوضأ بالماء الراكد القليل و أن يغسل ثوبه من المنى ويفرك اليابس منه ويمسح ربـع رأسـه۔اھ۔(الـفـتـاوى الهـنـدية،الـفسـل الثـالـث فـى بيـان من يصلح امـامـا لـغيره،ج:۱،ص:۸٤) شافعی المذہب کی اقتدا اس وقت صحیح ہے جب وہ مقامات اختلاف میں احتیاط سے کام لیتا ہو، مثلاً سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو جیسا کہ رگ کٹوانے پر، متعصب نہ ہو اور نہ ہی قلیل ٹھہرے ہوئے پانی سے وضو کرنے والا ہو اور منی والا کپڑا دھوتا ہو، خشک منی کپڑے سے کھرچ دیتا ہو، سر کے چوتھائی کا مسح کرتا ہو۔

علامہ احمد مصری یوں فرماتے ہیں:

”صـحة الاقتـداء اذا كـان يـحـتـاط فـى مواضع الاختلاف كـأن يجدد الـوضـوء بـخـروج نحو دم وأن يمسح رأسه وأن يغسل ثوبهمن منى أو يفركه ازا جف۔(حـاشية الـطحطاوى على مراقى الفلاح،باب الوتر،ص:۲۱۰) شافعی کی قتدا کی صحت اس بات پر موقوف ہے کہ وہ مواضع اختلاف میں محتاط ہو، مثلاً خون جیسی چیز کے خروج پر نیا وضو کرتا ہو اور سر کا مسح کرتا ہو، منی والے کپڑے کو دھوتا ہو یا خشک ہونے کی صورت میں اسے

کھرچ دیتا ہو۔

فتاوی خانیہ میں یوں ہے:

"أما الاقتداء بشفعوی المذهب قالوا لابأس به ازا لم یکن متعصبا وان یکون متوضأ من الکارج النجس من غیر السبیلین ولایتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیه النجاسة۔اھ،ملخصا۔(فتاوی قاضی خان، فصل فی من یصلح الاقتداء وفی من لایصح، ج:۱،ص:۴۳) شافعی المذہب کی اقتدا کے بارے میں علمانے فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ متعصب نہ ہواور یہ کہ سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہواور اس قلیل پانی (جس میں نجاست ہو) سے وضو نہ کرتا ہو۔

خلاصۃ الفتاوی میں یوں ہے:

" الاقتداء بشفعوی المذهب یجوز ان لم یکن متعصبا و یکون متوضأ من الخارج من غیر السبیلین ولایتوضأ بالماء الذی وقعت فیه النجاسة وهو قدر قلتین۔(خلاصة الفتاوی، کتاب الصلاة الاقتداء بأهل الهواء، ج:۱،ص:۱۴۹) شافعی المذہب کی اقتدا جائز ہے اگر وہ متعصب نہ ہواور غیر سبیلین سے نجاست کے خروج پر وضو کرنے والا ہواور اس تھوڑے پانی سے وضو نہ کرتا ہو جس میں نجاست گرگئی ہواور وہ دو قلوں کی مقدار ہے۔

اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ(۱۳۴۰ھ) نے یوں تحریر فرمایا ہے:

''اگر شافعی طہارت ونماز میں فرائض وارکانِ مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، اگر چہ حنفی کے پیچھے افضل اور اگر حال رعایت معلوم نہ ہو تو قدرے کراہت کے ساتھ جائز، اور اگر عادت عدم رعایت معلوم ہو تو کراہت شدید ہے اور اگر معلوم ہو کہ خاص اس نماز میں رعایت نہ کی تو حنفی کو اس کی اقتدا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی، صورت اول ودوم میں شریک ہوجائے اور صورت سوم میں شریک نہ ہو، اور چہارم میں تو نماز ہی باطل ہے''۔(فتاوی رضویہ مترجم، جلد۶،ص:۵۵۸)

''حنفی جب دوسرے مذہب والے کی اقتدا کرے جہاں اس کی اقتدا جائز ہو کہ اگر امام کسی ایسے امر کا مرتکب ہو جو ہمارے مذہب میں ناقض طہارت یا مفسد نماز ہے جیسے آبِ قلیل متنجس یا مستعمل سے طہارت یا چوتھائی سر سے کم کا مسح یا خونِ فصد وریم زخم وقے وغیرہا نجاسات

غیر سبیلین پر وضو نہ کرنا یا قدر درم سے زائد منی آلودہ کپڑے سے نماز پڑھنا یا صاحب ترتیب ہو کر باوصف یادِ فائتہ ووسعتِ وقت بے قضائے فائتہ نماز وقتی شروع کر دینا یا کوئی فرض ایک بار پڑھ کر پھر اسی نماز میں امام ہو جانا تو ایسی حالت میں تو حنفی کو سرے سے اس کی اقتدا جائز ہی نہیں اور اس کے پیچھے نماز محض باطل۔(فتاوی رضویہ مترجم، جلد ۶، ص:۶۰۷)

جس طرح سے ''مولوی رشید احمد گنگوہی'' نے خانۂ کعبہ کے چار مصلوں کو فقہِ حنفی کے خلاف برا امر اور بدعت قرار دیا ایسے ہی ''ابومیاں'' نے بھی ان سے دو ہاتھ آگے نکلتے ہوئے، کسی حنفی کے شافعی کی اقتدا نہ کرنے کو، قول وفعل اور زبان ودل کا اختلاف کہہ کر ''نفاقِ خفی'' ثابت کیا ہے۔اس سے اندازہ لگایئے کہ یہ کیسے حنفی اور کیسے مقلد ہیں؟ اور کس طرح سے علمائے احناف اہل سنت وجماعت کی عظمت کو پامال کرنے کی گھنونی سازش رچ رہے ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ سے عوام کو بیزار کرنے کے لیے کیسی گندی حرکت کر رہے ہیں۔

''ابومیاں'' کی طرف سے ابنِ تیمیہ کی مدح سرائی

اس جماعت کے نزدیک ''ابومیاں'' وغیرہ تصوف کے اعلیٰ مقام پر کیوں نہ فائز ہوں جب کہ ابنِ تیمیہ جو کہ حقیقت میں گمراہ اور گمراہ گر ہے ان کے نزدیک تو اس کی رفعتیں بھی کمال کی ہیں۔

اہل سنت وجماعت کا موقف آپ ابھی تفصیل سے ملاحظہ کریں گے کہ ''ابن تیمیہ'' گمراہ اور گمراہ گر ہے۔لیکن وہابیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کی ضرور قصیدہ خوانی کر کے تعریفوں کے پل باندھے ہیں۔''ابومیاں'' کی فکر بھی دیکھیے اور غور کیجیے کہ ان کی فکر اہل سنت وجماعت اور وہابیوں میں سے کس سے میل کھاتی ہے؟ ان کے نزدیک ''ابن تیمیہ'' کا کیا رتبہ ہے اس کو ان کے یہاں سے شائع ہونے والے رسالہ ''الاحسان'' کے حوالے سے ملاحظہ کیجیے:

(۱) ''اللہ تعالیٰ نے شیخ ابن تیمیہ کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا وہ حافظہ، علم وفضل، تقوی وخشیت، زہد وورع، قناعت وصبر، جرأت وشجاعت، سنت کی پیروی، بدعت سے اجتناب اعلائے کلمۂ حق اور جہاد کے لیے ہمہ وقت کمر بستگی، یہ وہ خصوصیات ہیں جن سے وہ اپنے معاصرین کے درمیان ممتاز اور مشہور ہوئے۔(الاحسان کتابی سلسلہ ۲، ص:۱۰۷)

(۲) ''اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جانب داری سے ہٹ کر ان (ابن تیمیہ) کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور خصوصاً تصوف کے حوالے سے ان کے نظریات کا مطالعہ کر کے ان کو عام کیا جائے۔(الاحسان کتابی سلسلہ ۲ ص: ۱۴۵)

ابنِ تیمیہ کی شرعی حیثیت

ابن تیمہ کی پہلے شرعی حیثیت ملاحظہ فرمائیں امام حافظ تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی (م ۷۵٦ھ) نے ابن تیمیہ کی گمراہیوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

”فانه لما أحدث ابن تيمية ما أحدث فى اصول العقائد، ونقض من دعائم الاسلام الأركان والمعاقد بعد ان كان مستترا بتبعية الكتاب والسنة، مظهرا أنه داع الى الحق، هاد الى الجنة، فخرج عن الاتباع الى الابتداع، وشذ عن جماعة المسلمين بمخالفة الاجماع، وقال بما يقتضى الجسمية والتركيب فى الذات المقدس، وان الافتقار الى الجزء أى افتقار الله الى الجزء ليس بمحال وقال بحدوث الحوادث بذات الله تعالىٰ، وأن القرآن محدث يتكلم ويسكت ويحدث فى ذاته الارادات بحسب المخلوقات، وتعدى فى ذلك الى استلزام قِدم العالم، والتزامه بالقول بأنه لا أول للمخلوقات فقال بحوادث لا أول لها، فأثبت الصفة القديمة حادثة والمخلوق الحادث قديماً، ولم يجمع أحد هذين القولين فى ملة من الملل ولا نحل من النحل، فلم يدخل فى فرقة من الفرق الثلاث والسبعين التى افترقت عليها الأمة“۔(الدرة المضية فى الرد على ابن تيمية، ص: ٦، ٧) ابن تیمیہ نے اصول عقائد میں نئی نئی چیزیں ایجاد کیں، اسلام کے ستونوں میں سے ارکان و معاقد توڑ ڈالے پہلے وہ کتاب و سنت کی آڑ میں چھپ کر خود کو حق کا داعی اور جنت کی طرف ہادی ظاہر کرتا تھا، پھر اتباع سے ابتداع (نئی چیز پیدا کرنا) کی طرف نکلا اور اجماع مسلمین کی مخالفت کر کے جماعت مسلمین سے نکل گیا اور اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ میں ایسے امر کا قول کیا جو اس کی جسمیت و ترکیب کا مقتضی ہے، صاف تصریح کی کہ اللہ عزوجل کے لیے جز کا محتاج ہونا محال نہیں، حوادث اللہ تعالیٰ کی ذات میں حلول کرتے ہیں، قرآن محدث

ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تکلم کیا بعد اس کے کہ اس نے اس (قرآن) کا تکلم نہ کیا تھا، وہ کلام کرتا ہے اور چپ ہوجاتا ہے، ارادے اس کی ذات میں بحسب مخلوقات حادث ہیں، اس نے قدم عالم کا قول کرتے ہوئے یہ کہا کہ: مخلوقات وحوادث کی ابتدا نہیں، اس طرح اس نے صفات قدیمہ کو حادث اور مخلوق حادث کو قدیم ثابت کیا، کسی دین اور مذہب نے ان دونوں قولوں کو جمع کیا جس کے سبب وہ امت کے تہتر فرقوں میں سے کسی میں داخل نہ رہا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے یوں ذکر کیا ہے:

"قال الطوفی سمعته یقول من سألنی مستفیداً حققت له ومن سألنی متعنتاً ناقضته فلایلبث أن ینقطع فأکفی مؤنته وذکر تصانیفه۔۔۔ ومن ثم نسب اصحابه الی الغلو فیه واقتضی له ذلك العجب بنفسه حتی زها علیٰ ابناء جنسه واستشعر أنه مجتهد فصار یرد علیٰ صغیر العلماء وکبیرهم قویهم وحدیثهم حتی انتهیٰ الی عمر فخطأه فی شئ فبلغ الشیخ ابراهیم الرقی فأنکر علیه فذهب الیه واعتذر واستغفر، وقال فی حق علی أخطأ فی سبعة عشر شیئا ثم خالف فیها نص الکتاب منها اعتداد المتوفی عنا زوجها أطول الأجلین وکان لتعصبه لمذهب الحنابلة یقع فی الأشاعرة حتی أنه سب الغزالی فقام قوم کادوا یقتلونه۔۔۔اه

"فذکروا أنه ذکر حدیث النزول فنزل عن المنبر درجتین فقال کنزولی هذا فنسب الی التجسیم ورده علیٰ من توسل بالنبی أو استغاث فأشخص من دمشق فی رمضان سنة خمس وسبع مائة فجری علیه ماجری وحبس مرارا فأقام علیٰ ذلك نحو أربع سنین أو أکثر۔۔۔اه

"وافترق الناس فیه شیعا فمنهم من نسبه الی التجسیم لما ذکر فی العقیدة الحمویة والواسطیة وغیرهما من ذلك کقوله ان الید والقدم والساق والوجه صفات حقیقیة لله وأنه مستو علی العرش بذاته فقیل له یلزم من ذلك التحیز والانقسام فقال أنا لاأسلم أن التحیز والانقسام من خواص الأجسام بأنه یقول بتحیز فی ذات الله، ومنهم من ینسب الی الزندقة لقوله ان النبی لایستغاث به وأن فی ذلك تنقیصاً ومنعا من تعظیم النبی وکان اشد الناس علیه فی ذلك النور البکری فانه لما عقد له

المجلس بسب ذلك قال بعض الحاضرين يعزر فقال البكرى لامعنى لهذا القول فانه ان كان تنقيصا يقتل وان لم يكن تنقيصا لايعزر، ومنهم من ينسبه الىٰ النفاق لقوله فى على ماتقدم ولقوله انه كان مخذولا حيث ماتوجه وانه حاول الخلافة مرارا فلم ينلها، وانما قاتل للرياسة لاللديانة ولقوله انه كان يحب الرياسة وان عثمان كان يحب المال ولقوله ابوبكر أسلم شيخا يدرى مايقول وعلى أسلم صبيا والصبى لايصح اسلامه على قول وبكلامه فى قصة خطبة بنت أبى جهل ومات مانسيها من الثناء على۔۔۔۔وقصة أبى العاص ابن الربيع وما يؤخذ من مفهومها فانه شنع فى ذلك فألزموه بالنفاق لقوله "ولايبغضك الا منافق" ونسبه قوم الى أنه يسعى فى الامامة الكبرى فانه كان يلهج بذكر ابن تومرت ويطريه فكان ذلك مؤكدا لطول سجنه وله وقائع شهيرة وكان اذا حوقق وألزم يقول لم أردها هذا انما أردت كذا فيذكر احتمالا بعيدا"۔اھ كلام الحافظ بحروفه ملخصا۔(الدرر الكامنة ١/١٥٣تا١٥٦)

طوفی نے کہا میں نے ابن تیمیہ سے یہ کہتے سنا کہ جس نے مجھ سے بغیر استفادہ سوال کیا میں نے اس کے سامنے اپنی تحقیق پیش کی، اور جس نے میری ایذا رسانی اور تلبیس کی خاطر سوال کیا میں نے اس کی مخالفت کی تو جلد ہی اس کا سوال (کلام) ختم ہو جاتا ہے، اور اس کی مشقت دفع ہو جاتی ہے اور انہوں نے اپنی تصانیف ذکر کی......اور اسی وجہ سے اس کے اصحاب کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اس کے بارے میں غلو کیا ہے اور اس کا باعث ومحرک یہ بنا کہ اسے اپنے اوپر فخر وغرور تھا، یہاں تک کہ اس نے اپنے ہم جنسوں پر فخر وتکبر کیا اور یہ گمان کیا کہ وہ مجتہد ہے اور چھوٹے بڑے، پختہ ومعاصر علما کا رد کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گیا آپ کے متعلق کسی معاملہ میں خطا کی جب یہ خبر شیخ ابراہیم رقی تک پہونچی تو آپ نے اسے قبیح شنیع کہا اور اس سے منع کیا تو اس نے آپ کے پاس جا کر معذرت طلب کی اور استغفار کیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا: سترہ (١٧) چیزوں میں ان سے خطا ہوئی ہے، جن میں کتاب اللہ کے نص کی مخالفت کی ہے، ان سترہ میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے بیوہ عورت کی دو مدتوں میں سے طویل مدت کو قرار دیا ہے۔حنبلیوں کے مذہب کی حمایت کی بنا پر اس

نے اشاعرہ کے بارے میں ہجو آمیز کلام کیا یہاں تک کہ امام غزالی کی گستاخی و بے ادبی کی تو کچھ لوگ اسے قتل کرنے کے لیے آمادہ ہو گیے۔

لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ ابن تیمیہ ''حدیث نزول'' ذکر کر کے منبر سے دو زینہ نیچے اترا اور کہا کہ: اللہ کا نزول میرے اسی اترنے کی طرح ہے۔'' تو بعض لوگوں نے اس کا یہ قول فرقۂ مجسمیہ کا عقیدہ قرار دے کر اسے مجسمہ کہا علاوہ ازیں اس شخص نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل یا استغاثہ کرنے والوں کا رد کیا بالآخر امضان ۵۰۷ھ میں دمشق سے باہر کر دیا گیا۔ بہرحال اس کے خلاف جو ہونا تھا ہوا اسے بار بار قید کیا گیا تقریبا چار سال یا اس سے زیادہ قید میں رہا۔

اس کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہے بعض نے اس کو مجسمہ کہا اس لیے کہ اس نے ''العقیدۃ الحمویۃ والواسطیۃ اور دوسری کتابوں میں تجسیم کا عقیدہ ذکر کیا ہے انہیں میں سے اس کا قول یہ ہے کہ: ید (ہاتھ) اور قدم (پاؤں) اور ساق (پنڈلی) اور وجہ (چہرہ) اللہ کی حقیقی صفتیں ہیں، وہ بالذات عرش پر مستوی ہے، اس عقیدہ کے سبب ابن تیمیہ سے کہا گیا کہ اس سے تو اللہ کا حیز و مکان میں ہونا اور منقسم ہونا اجسام کا خاصہ ہے تو اس پر یہ الزام وارد کیا گیا کہ اللہ کی ذات کے متعلق اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حیز و مکان میں ہے۔

اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ:

وہ زندیق ہے دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ نبی پاک سے استغاثہ نہ کیا جائے اور اس میں نبی کی تعظیم کی تنقیص ہے اس معاملہ میں اس پر سب سے زیادہ سخت نور بکری تھے کیوں کہ ابن تیمیہ کے ان معاملات وخرافات کے سبب اس کے لیے ایک مجلس قائم کی گئی تو بعض حاضرین مجلس نے کہا کہ وہ لائق تعزیر ہے۔ تو نور بکری نے کہا کہ یہ بے معنی اور بے مطلب بات ہے اگر یہ تنقیص ہے تو اسے قتل کیا جائے اور اگر تنقیص نہیں تو تعزیر نہیں۔

اور بعض لوگ اسے منافق کہتے ہیں اس لیے کہ وہ حضرت علی کے متعلق گزشتہ خیالات رکھتا ہے اور اس لیے کہ وہ کہتا ہے کہ علی جہاں گیے کسی نے ان کی مدد نہ کی۔ اور یہ بھی کہا کہ انھوں نے بار ہا خافت کا قصد کیا تو اس میں کامیابی نہ ملی، اور انھوں نے ریاست و سرداری کے لیے قتال کیا دیانت کے لیے نہیں، اور اس لیے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ انہیں سرداری

پسند تھی، اور عثمان کو مال محبوب تھا، اور اس نے یہ کہا کہ ابوبکر بڑھاپے میں اسلام لائے انہیں اپنی باتوں کا علم تھا، اور علی بچپن میں اسلام لائے اور ایک قول کے مطابق بچے کا اسلام لانا صحیح نہیں، اور اس وجہ سے کہ ابوجہل کی بیٹی کے نکاح اور ابوالعاص ابن الربیع کے واقعہ میں اسے کام تھا، اس واقعہ سے جو کچھ ماخوذ و مفہوم ہوتا ہے اس میں اس نے حضرت علی پر طعن و تشنیع کی انہیں تمام وجہوں سے لوگوں نے اس پر نفاق کا الزام لگایا کیوں کہ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا: ''اور منافق ہی تم سے بغض رکھے گا''۔

اور بعض لوگوں نے اس کے متعلق یہ کہا کہ وہ امامت کبریٰ کے لیے کوشاں تھا کیوں کہ وہ ابن تومرت کے ذکر کا شیفتہ و فریفتہ تھا، اور اس کی تعریف میں مبالغہ کرتا اور یہ بات بالکل صحیح و درست ہے، اور اس کے علاوہ اس کے بہت سے مشہور واقعات ہیں۔ جب اس کی شدید مخالفت ہوئی اور اس پر الزام لگایا گیا تو وہ کہنے لگا میرا مقصد یہ نہ تھا میرا ارادہ تو صرف یہ تھا، اس طرح سے بعید احتمال ذکر کرتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یوں لکھا ہے:

"کان الله ولم يكن شئ قبله تقدم فى بدء الخلق بلفظ ولم يكن شئ غيره وفى رواية أبى معاوية كان الله قبل كل شئ وهو بمعنى كان الله ولاشئ معه وهى أصرح فى الرد علىٰ من أثبت حوادث لاأول لها من رواية الباب وهى من مستشنع المسائل المنسوبة لابن تيمية"اھ.(فتح البارى شرح بخارى١٣/ ٤١٠) اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز موجود نہ تھی، اس سے پہلے ''باب بدء الخلق'' میں یہ لفظ گزرا اور اللہ کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی، ابومعاویہ کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ ہر شئی سے پہلے موجود تھا۔ ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی شئی نہ تھی، اس میں ان لوگوں کا کھلا ہوا رد ہے جو اس باب کی روایت سے یہ ثابت کرتے ہیں کچھ ایسے حوادث موجود ہیں جن کے وجود کی ابتدا نہیں، ابن تیمیہ کی طرف منسوب شنیع مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

"والحاصل أنهم ألزموا ابن تيمية بتحريم شد الرحل الىٰ زيارة قبر سيدنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وأنكرنا صورة ذلك وفى شرح ذلك من

الطرفين طول وهى من ابشع المسائل الى المنقولة عن ابن تيمية"۔اھ۔(تح الباری شرح بخاری۳/٦٦) حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا ابن تیمیہ پر یہ الزام ہے کہ وہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر کرنا حرام قرار دیتا ہے اور ہمیں اس کا ظاہر پسند نہیں طرفین نے اس کی طویل شرح کی ہے اور یہ بدترین مسئلہ بھی ابن تیمیہ سے منقول ہے۔

دوسرے مقام پر ابن تیمیہ کے ایک متبع کے احوال میں فرماتے ہیں:

" قال الشهاب ابن حجى كان جيد الفهم مشهورا بالذكاء قال وكان فى أواخر أمره قد أحب مذهب الظاهرى وسلك طريق الاجتهاد وصار يصرح بتخطئة جماعة من أكابر الفقهاء علىٰ طريقة ابن تيمية"۔اھ(الدرر الكامنة٢/٣١٢) شہاب ابن حجی نے کہا کہ وہ اچھی فہم والا مشہور ذہین شخص تھا آخر میں اس نے مذہب ظاہری کو پسند کیا، اوراجتہاد کا طریقہ اختیار کیا اور ابن تیمیہ کے طریقہ پر کھلم کھلا اکابر فقہا کی جماعت کو خطا کار ٹھہرانے لگا۔

امام ابنِ حجر(م۸۵۲ھ) نے اللسان میں ابن مطہر (ابن تیمیہ ابن مطہر کے کلام کا سخت رد کیا کرتا تھا) کے حالات میں ابن تیمیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں کہا:

"لكن وجدته كثير التحامل الى الغاية فى رد الأحاديث التى يوردها ابن المطهر وان كان معظم ذلك من الموضوعات والواهيات، لكنه رد فى رده كثيرا من الأحاديث الجياد التى لم يستحضر حالة التصنيف مظانها لأنه كان لاتساعه فى الحفظ يتكل على ما فى صدره والانسان عامد للنسيان۔ وكم من مبالغة لتوهين كلام الرافضى أدته أحيانا الىٰ تنقيص على رضى الله عنه وهذه الترجمة لاتحتمل ايضاح ذلك وايراد أمثلته"۔اھ(لسان الميزان،٦/٣١٩) لیکن میں نے اسے (ابن تیمیہ کو) ابن مطہر کی ذکر کردہ حدیثیں رد کرنے پر مکمل متوجہ پایا اگرچہ اس کا عظیم حصہ موضوعات اور واہیات سے ہے لیکن اس نے اس کے رد میں بہت سی جید حدیثوں کو بھی رد کیا، وہ مقامات بحالت تصنیف مجھے مستحضر نہیں، وہ اپنی وسعت حفظ کے سبب اپنے میں محفوظ معانی پر اعتماد کیا کرتا تھا، اور انسان نسیان کا قصد کرتا رہتا ہے (قصداً بھول جاتا ہے)۔اور رافضیوں کے کلام کی اہانت کے

لیے بار ہا ایسے مبالغے کیے جن سے بسا اوقات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیصِ شان کی نوبت آئی، اس سوانح میں اس کی توضیح وتمثیل کی گنجائش نہیں۔

مشہور سیاح ابن بطوطہ (م ۷۷۹ھ) نے اپنے سفر نامہ میں ابن تیمیہ کا یوں ذکر کیا ہے:

”وكان بدمشق من كبار فقهاء الحنابلة تقی الدين بن تيمية كبير الشام يتكلم فی الفنون الا أن فی عقله شيئا وكنت اذ ذاك بدمشق فحضرته يوم الجمعة وهو يعظ الناس علىٰ منبر الجامع ويذكرهم فكان من جملة كلامه أن قال: [ان الله ينزل من سماء الدنيا كنزولی هذا] ونزل درجة من درج المنبر“۔(سفرنامہ ابن بطوطہ، ۱/۱۰۹، ۱۱۰) دمشق میں تقی الدین ابن تیمیہ عظیم حنبلی فقیہ، شام کے معزز اشخاص میں سے تھا، مختلف علوم وفنون میں ملکۂ کلام رکھتا تھا، مگر اس کی عقل میں کچھ کمی تھی۔ میں دمشق میں جمعہ کے دن اس کے پاس پہنچا وہ جامع مسجد کے منبر پر لوگوں کو وعظ کر رہا تھا دوران وعظ اس کے کلام کا ایک حصہ یہ تھا: [اللہ آسمانِ دنیا سے اس طرح نزول فرمائے گا جیسا کہ اس منبر سے میں اتر رہا ہوں] یہ کہہ کر منبر کی سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی اترا۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ (م ۱۳۵۰ھ) نے ملا علی قاری قدس سرہ (م ۱۰۱۴ھ) کے اس قول کو نقل کیا ہے:

”ومنهم ملا علی القاری الحنفی قال فی شرحه علی الشفاء: وقد فرط ابن تيمية من الحنابلة حيث حرم السفر لزيارة النبی صلی الله تعالىٰ عليه وسلم كما أفرط غيره، حيث قال: كون الزيارة قربة معلومة من الدين بالضرورة، وجاحده محكوم عليه بالكفر ولعل الثانی أقرب الی الصواب لأن تحريم ما أجمع العلماء فيه بالاستحباب يكون كفراً لأنه فوق تحريم المباح المتفق عليه فی هذا الباب۔اھ (شواهد الحق، ص: ۱۸۵) انہیں حضرات میں سے ملا علی قاری حنفی ہیں جنھوں نے اپنی شفا میں کہا: ابن تیمیہ حنبلی دوسروں کے افراط کی طرح تفریط اور کوتاہی کی کیوں کہ اس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر زیارت کو حرام قرار دیا۔ انھوں نے کہا: اس پر علما نے فرمایا کہ زیارت کا دین کی قربت مخصوصہ ہونا بدیہی چیز ہے اس کے منکر پر حکم کفر ہے۔ اور امید کہ ثانی درستگی کے زیادہ قریب ہے اس لیے کہ جس امر کے استحباب پر علما کا اجماع ہے اسے حرام قرار دینا کفر

ہے کیوں کہ اس باب میں اس کی تحریم کا حکم متفق علیہ مباح کی تحریم سے بڑھ کر ہے۔

شام کے زعیم الاشراف علامہ تقی الدین حصنی (م ۸۲۹ھ) نے ابن تیمیہ کے رد پر ایک مستقل کتاب "دفع شبہ من شبہ وتمرد ونسب ذلک الیٰ السید الامام أحمد" تحریر فرمائی، آپ اس کتاب میں ابن تیمیہ کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں:

"الشامين كتبو فتيا أيضا فى ابن تيمية لكونه أول من أحدث هذه المسألة التى لاتصدر الا ممن فى قلبه ضغينة لسيد الأولين والآخرين"۔(دفع شبه من شبه وتمرد ونسب ذلك الىٰ السيد الامام أحمد،١/٤٥) شامیوں نے بھی ابن تیمیہ کے بارے میں فتوے لکھے کیوں کہ سب سے پہلے ابن تیمیہ نے اس مسئلہ کا اختراع کیا، یہ اسی شخص کی حرکت ہوسکتی ہے جو سید الاولین والآخرین سے دلی کینہ رکھتا ہو۔

عبد الحی کتانی (م ۱۳۸۲ھ) نے فہرس الفہارس میں ابن تیمیہ کے حالات کے تحت یوں ذکر کیا ہے:

"ومن اشنع ما نقل عن ابن تيمية أيضا قوله [شفاء القاضى عياض] غلا هذا المغيربى"۔اه(فهرس الفهارس،١/٢٧٧،٢٧٨) ابن تیمیہ سے جو بدترین چیزیں منقول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے قاضی عیاض کی شفا کے بارے میں کہا کہ: اس حقیر وذلیل مغربی نے غلو کیا۔

علامہ احمد ابن حجر ہیتمی (م ۹۷۳ھ) نے ابن تیمیہ کے متعلق یوں فرمایا:

"قلت من هو ابن تيمية حتى ينظر اليه أيعول فى شئ من أمور الدين عليه؟ وهل هو الا كما قال جماعة من الأئمة الذين تعقبوا كلماته الفاسدة وحججه الكاسدة حتى أظهروا عوار سقطاته، وقبائح أوهامه وغلطاته كالعز بن جماعة: عبد أضله الله تعالىٰ وأغواه وألبسه رداء الخزى وأرداه وبوأه من قوة الافتراء والكذب ما أعقبه الهوان وأوجب له الحرمان هذا ما وقع من ابن تيمية مما ذكر وان كان عثرة لاتقال أبدا ومصيبة يستمر عليه شؤمها دوما سرمدا"۔(الجوهر المنظم فى زيارة القبر الشريف النبى المكرم،ص: ٣٠) میں کہتا ہوں ابن تیمیہ کون ہے کہ جس کی طرف نظر کی جائے یا دین کے معاملات میں اس کو معتمد جانا جائے؟ وہ تو صرف وہی ہے جو ائمہ کی

جماعت نے فرمایا، ان حضرات نے اس کے فاسد کلمات اور اس کی کھوٹی دلیلوں پر سخت گرفت فرمائی، یہاں تک کہ اس کی لغزشوں کا عیب، اور اس کے قبیح اوہام واغلاط کی حقیقت بے نقاب کر کے رکھ دیا، ان ائمہ کی صف میں عز بن جماعہ (م ۷۲۸ھ) ہیں جنہوں نے کہا:

وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے گمراہ اور برگشتہ راہ فرمایا اور اس پر ذلت وخواری کی چادر ڈالی اور اس کے کثرت کذب وافترا کے سبب اسے ایسے مقام پر پہنچایا جس کا انجام رسوائی اور محرومی کے سوا کچھ نہیں ابن تیمیہ سے مذکورہ چیزوں میں سے جو کچھ بھی واقع ہوا وہ اگر چہ لغزش وخطا ہے مگر اسے درگزر نہیں کیا جاسکتا یہ اس کی ایسی مصیبت ہے جس کی نحوست ہمیشہ اس پر چھائی رہے گی۔

امام ابوبکر حصنی دمشقی (م ۸۲۹ھ) یوں فرماتے ہیں:

”قال بعض العلماء من الحنابلة فی الجامع الأموی فی ملأ من الناس: لوأطلع الحصنی علی ما أطلعنا علیه من کلامه لأخرجه من قبره وأحرقه۔“(دفع شبه من شبّه وتمرد ونسب ذلك الی السید الجلیل الامام أحمد، ص:٥٣) بعض حنبلی علمائے کرام نے لوگوں کے مجمع میں جامع مسجد امویہ میں فرمایا: اگر امام حصنی ابن تیمیہ کے اس کلام پر مطلع ہو جاتے جس پر ہم مطلع ہوئے تو اس کو قبر سے نکال کر جلا دیتے۔

اسی میں ہے:

”وکان ابن تیمیهة ممن یعتقد ویفتی بأن شد الرحال الیٰ قبور الأنبیاء حرام لاتقتصر فیه الصلاة، ویصرح بقبر الخلیل وقبر النبی صلی اللہ علیهما وسلم۔“(دفع شبه من شبّه وتمرد ونسب ذلك الی السید الجلیل الامام أحمد، ص:١٢٢، ١٢٣) ابن تیمیہ کا یہ اعتقاد اور یہ فتوی تھا کہ انبیا کی قبروں کی طرف ”شد رحال“ کرنا حرام ہے، اس سفر میں قصر نہ کرے حضرت خلیل اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم کی قبر کے متعلق صراحۃ ذکر کیا۔

ابن تیمیہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ (م ۱۳۴۰ھ) فرماتے ہیں:

”والصواب أن ابن تیمیة ضال مضل“۔(المستند المعتمد بناء نجاة الأبد، ص:٦٦) ابن تیمیہ ضال ومضل (گمراہ وگمراہ گر) ہے۔

''متاخرین حنابلہ میں بعض خبثا مجسمہ ہوگئے جیسے ابن تیمیہ وابن قیم''۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد ۱۱ رص:۴۹)

جو اسلامی نظریات کی رو سے گمراہ یا کافر ہوں، یا کسی گمراہ یا کافر کی حمایت کرکے اس کے کفریات وگمراہیت کو چھپاتے ہوں تو وہ اسلامی تصوف کے دشمن کہلائیں گے اس کے محافظ و پاسبان نہیں اگر وہ اپنے آپ کو محافظ و پاسبان ظاہر بھی کریں تو ان کی حیثیت اس چور کی طرح ہوگی جو مال کو خود چرانے کی فراق میں رہ کر حفاظت کا ڈھونگ کرے۔ مذکورہ تحریر سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ ''ابومیاں'' اپنا کتنا بھیانک چہرہ حجاب تصوف میں چھپانے کے لیے کوشاں ہیں۔حالاں کہ اتباع شریعت کیے بغیر تصوف کا ڈھونگ کسی کام کا نہیں جیسا کہ سید الاولیا، سند الاصفیا حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

''كل حقيقة لا تشهد لها الشريعة فهي باطلة"۔(طبقات الأوليا، ج:۱، ص:۱۳۱) ہر حقیقت (منازل ولایت کی سب سے آخری منزل) اگر شریعت مطہرہ کے خلاف ہو تو وہ باطل ہے۔

اسلامی تصوف صرف نظری وظاہری ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت کا نام ہے جس کی تعبیر ان الفاظ میں بھی کی جاتی ہے کہ تصوف قال نہیں بلکہ حال ہے۔ایسے لوگوں کی اب اصلی صورت ظاہر ہو چکی ہے، اب یہ کسی بھی لبادے یا چولے میں آئیں اور کیسا بھی پردہ ڈالیں ان سے دھوکے میں پڑ کر ان کے مکر وفریب کے جال میں نہ پھنسا جائے، بلکہ علمائے کرام کا یہ فرض منصبی ہے کہ ایسے لوگوں کی قبیح اور بیہودہ مزخرفات سے لوگوں کو ڈرائیں، ان کی چھپی چالوں کو کھولیں اور خفیہ مکر و فریب اور دھوکے کو ظاہر کریں اور ان کو حق وصداقت کا آئینہ دکھائیں۔

شدت غم سے نکل آئے ہیں آنسو ورنہ مدعا اپنا نہیں آپ سے شکوہ کرنا

DARUL-ULOOM
FAIZAIN-E-TAJUSHSHARIYA
Air Force Gate, Shikarpur Chaudhri, Izzat Nagar,
Bareilly Shareef (U.P.)- 243122 (M) 9457919474

Redg. No. 44504
E-mail: faizanetajushshariya@gmail.com

العلوم فیضانِ تاج الشریعہ
سکارپور چودھری عزت نگر بریلی شریف
www.faizanetajushshariya.com

مکرمی .... سلام مسنون

آپ کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوگی کہ شہر بریلی شریف میں کوئی
یا ادارہ نہیں تھا کہ جہاں اکیڈمک طرز پر بچوں کی تعلیم و تربیت کا
و اور اسکول و کالج وغیرہ کے طلبہ کو بھی دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔
رت دینی کو محسوس کرتے ہوئے ایک عظیم ادارہ **''دار العلوم**
ن تاج الشریعہ'' کے نام سے قائم کیا، جس کا تعمیری کام جاری
اب تک اس کے پانچ کمروں کی دیواریں وغیرہ مکمل ہو چکی ہیں ا
پڑنا باقی ہے، جس کی لمبائی و چوڑائی 2625 اسکوائر فٹ ہے۔
روں اور برآمدہ کے لنٹر اور لائٹ فٹنگ وغیرہ کا خرچ تقریباً ساڑھے
چھ لاکھ (650000) روپئے ہے۔ لہذا آپ سے گزارش ہے کہ
دین وسنیت کی خدمت کے لیے اس ادارہ کا ضرور تعاون فرمائیں
کہ نئی نسل کو دینی و اسلامی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا جا سکے۔ اگر آپ
چاہیں تو اپنی استطاعت کے مطابق مٹیریئل مثلاً ریتا، بجری،
سریا، سیمنٹ وغیرہ کو خود خرید کر بھیج سکتے ہیں۔

Cheque and Draft in favour
ALMAKTABUNNUR WELFARE SOCIETY
Bank Name :Bank of Baroda A/c No. 23550200007075
IFSC Code:BARBODAURAG

ن خان قادری غفرلہ القوی
العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

DARUL-ULOOM
FAIZAIN-E-TAJUSHSHARIYA

Air Force Gate, Shikarpur Chaudhri, Izzat Nagar,
Bareilly Shareef (U.P.)- 243122 (M) 9457919474

دار العلوم فیضانِ تاج الشریعہ

شکارپور چودھری عزت نگر بریلی شریف
www.faizanetajushshariya.com
Redg. No. 44504
E-mail: faizanetajushshariya@gmail.com

مکرمی ....سلام مسنون

آپ کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوگی کہ شہر بریلی شریف میں کوئی ایسا ادارہ نہیں تھا کہ جہاں اکیڈمک طرز پر بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہو اور اسکول و کالج وغیرہ کے طلبہ کو بھی دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ اسی ضرورت دینی کو محسوس کرتے ہوئے ایک عظیم ادارہ **''دار العلوم فیضان تاج الشریعہ''** کے نام سے قائم کیا، جس کا تعمیری کام جاری ہے، اب تک اس کے پانچ کمروں کی دیواریں وغیرہ مکمل ہو چکی ہیں لنٹر پڑنا باقی ہے، جس کی لمبائی و چوڑائی 2625 اسکوائر فٹ ہے۔

کمروں اور برآمدہ کے لنٹر اور لائٹ فٹنگ وغیرہ کا خرچ تقریبا ساڑھے چھ لاکھ (650000) روپئے ہے۔ لہذا آپ سے گزارش ہے کہ دین و سنیت کی خدمت کے لیے اس ادارہ کا ضرور تعاون فرمائیں تا کہ نئی نسل کو دینی و اسلامی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا جا سکے۔ اگر آپ چاہیں تو اپنی استطاعت کے مطابق مٹیریئل مثلا ریتا، بجری، سریا، سیمنٹ وغیرہ کو خود خرید کر بھیج سکتے ہیں۔

Cheque and Draft in favour
ALMAKTABUNNUR WELFARE SOCIETY
Bank Name :Bank of Baroda A/c No. 23550200007075
IFSC Code:BARBODAURAG

محمد راحت خاں قادری غفرلہ القوی
بانی و ناظم اعلیٰ، دار العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف